احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

دسمبر 2018ء

حقیقتِ ولایت اور مقامِ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

شیخ الاسلام کا علمی و روحانی خصوصی خطاب

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے نصف صدی سے زائد مطالعۂ قرآن کا نچوڑ

5 ہزار سے زائد موضوعات پر مشتمل

قرآنی انسائیکلوپیڈیا

یوم تاسیس
منہاج یوتھ لیگ

صالحین کا کردار اور
اس کے اثرات

”انسانیت کی فلاح ہی امن کی راہ ہے“

ہائیر ایجوکیشن کمیشن پنجاب اور منہاج یونیورسٹی کے مشترکہ تعاون سے 2 روزہ عالمی کانفرنس کا انعقاد

ہائیر ایجوکیشن کمیشن اور منہاج یونیورسٹی کے زیر اہتمام 2 روزہ عالمی کانفرنس

محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری عالمی کانفرنس میں دیگر مہمانان گرامی کے ہمراہ سٹیج پر تشریف فرما ہیں

عالمی کانفرنس میں شریک قومی و بین الاقوامی سکالرز کا محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کے ہمراہ گروپ فوٹو

عالمی کانفرنس کے موقع پر منعقدہ مختلف سیشنز کے دوران سٹیج پر تشریف فرما سکالرز

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

جلد 32 شمارہ 12 | ربیع الاول ۱۴۴۰ھ ـ ربیع الثانی | دسمبر 2018ء

بفیضان نظر

قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز

زیر سرپرستی

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ

زیر نگرانی

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری | ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

چیف ایڈیٹر نور اللہ صدیقی

ایڈیٹر محمد یوسف

ڈپٹی ایڈیٹر محبوب حسین

ایڈیٹوریل بورڈ

محمد فاروق رانا، عین الحق بغدادی
محمد رفیق نجم، محمد ندیم چودھری

مجلس مشاورت

خرم نواز گنڈاپور، احمد نواز انجم
جی ایم ملک، تنویر احمد خان، سرفراز احمد خان
منظور حسین قادری، غلام مرتضیٰ علوی

قلمی معاونین

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی، پروفیسر محمد نصر اللہ معینی
ڈاکٹر طاہر حمید تنولی، پروفیسر محمد الیاس اعظمی
ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی، علامہ شہزاد مجددی، محمد افضل قادری

کمپیوٹر آپریٹر محمد اشفاق انجم گرافکس عبدالسلام
خطاطی محمد اکرم قادری عکاسی قاضی محمود الاسلام

حسن ترتیب

(اداریہ) بڑھتی ہوئی انتہاپسندی اور قرآنی فلسفہ اعتدال	چیف ایڈیٹر	3
القرآن: حقیقتِ ولایت اور مقامِ سیدنا غوث الاعظمؓ	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری	5
الفقہ: اللہ کے مقرب بندے قابلِ توسل ہیں	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	13
صالحین کا کردار اور اس کے اثرات	ڈاکٹر محمد ارشد نقشبندی	16
قرآنی انسائیکلوپیڈیا: امتیازات و خصوصیات	محمد فاروق رانا	22
ہائیر ایجوکیشن کمیشن اور منہاج یونیورسٹی کے زیر اہتمام دوروزہ عالمی کانفرنس (رپورٹ)		29
تعلیمی پالیسی قومی مزاج، تاریخ اور ثقافت سے ہم آہنگ ہو	آزاد بن حیدر	33
منہاج القرآن یوتھ لیگ کے زیر اہتمام متعدد اضلاع میں ''یوتھ ڈسٹرکٹ اسمبلی'' کا انعقاد		35
موضوعاتی اشاریہ ماہنامہ منہاج القرآن سال 2018ء		37

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ

www.minhaj.info
www.facebook.com/minhajulquran
email:mqmujallah@gmail.com (مجلّہ آفس و سالانہ خریداران)
minhaj.membership@gmail.com (نظامت ممبر شپ/رفقاء)
smdfa@minhaj.org (بیرون ملک رفقاء)

قیمت فی شمارہ: 35 روپے — سالانہ خریداری: 350 روپے

انتباہ! مجلّہ منہاج القرآن میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کئے جاتے ہیں، ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہوگا۔

بدل اشتراک: مشرق وسطی جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ وریاستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 01970014575103 حبیب بینک منہاج القرآن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان

ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور Ext:128 UAN:042-111-140-140

حمد باری تعالیٰ

معبود ہے نہ کوئی بھی اللہ کے سِوا
اللہ کے رسول محمد ﷺ بلاشبہ

اللہ کی پناہ ہر دم ہوں میں مانگتا
شیطاں سے جو ازل سے ہے لعنت کیا ہوا

اللہ کے ہے اِسمِ گرامی سے ابتدا
جو رحم کرنے والا ہے اور مہرباں سدا

اللہ کے لیے ہے ہر اک حمد، ہر ثناء
بے شک جو ہے تمام جہانوں کو پالتا

جو رحم کرنے والا ہے اور مہرباں سدا
مالک وہی ہے روزِ قیامِ حِساب کا

کرتے ہیں ہم تری ہی عبادت بلاشبہ
اور چاہتے مدد بھی ہیں تجھ سے اے خدا

سیدھا جو راستہ ہے وہ مولا ہمیں دکھا
اِنعام جن پہ تو نے کیا اُن کا راستہ

ان کا نہ راستہ ہو کہ جن پر غضب ہوا
گمراہ جو ہوئے ہیں ہمیں اُن سے بھی بچا

مقبولِ بارگاہِ الٰہی ہو یہ دعا
تیرے حبیبؐ کا تجھے دیتے ہیں واسطہ

(انجینئر اشفاق حسین ہمدانی)

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

ہمہ وقت وہ ہیں ہمارے قریب
میں لیتا ہوں اُن کے نظارے قریب

صحابہ کی تمثیل یوں جس طرح
مہ کاملاں کے ستارے قریب

درِ مصطفیٰؐ سے نہ لے جانا دور
کوئی اُن سے کہہ دے اُتارے قریب

اثاثہ میری زندگی کا بنے
وہ لمحے جو میں نے گزارے قریب

وصالِ شہ دوسرا بالیقیں
مجھے مل رہے ہیں اشارے قریب

سبھی کو گماں ذاتِ ختم الرسلؐ
ہے سب سے زیادہ ہمارے قریب

بصد شکر ساحرؔ ہے منزل ملی
وہ شہرِ نبی کے منارے قریب

(احسان حسن ساحرؔ)

اداریہ

بڑھتی ہوئی انتہا پسندی اور قرآنی فلسفہ اعتدال

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں امتِ محمدی کو ایک معتدل امت قرار دیا جو کسی بھی معاملے میں حد سے تجاوز نہیں کرتی، سورۃ البقرہ میں یہ الفاظ اس طرح بیان ہوئے ہیں ’’اور (اے مسلمانو!) اسی طرح ہم نے تمہیں (اعتدال والی) بہتر امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور (ہمارا یہ برگزیدہ) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم پر گواہ ہو‘‘۔ اعتدال اور رواداری کی اعلیٰ انسانی خصوصیات ہمیں ریاستِ مدینہ کے ماڈل میں اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ نظر آتی ہیں۔ یہ ماڈل اسلامی ریاست کرۂ ارض پر حضور نبی اکرم ﷺ کے ویژن، قائدانہ صلاحیتوں اور سیاسی بصیرت کا شاہکار تھی۔ یہ ماڈل اس سے قبل عملی شکل میں دنیا کی تاریخ میں ہمیں کہیں نظر نہیں آتا۔ حضور ﷺ نے نہ صرف مکہ کے مہاجرین اور مدینے کے انصار میں اخوت اور بھائی چارے کا رشتہ استوار کر کے مسلم قومیت کا تصور دیا بلکہ بعدازاں مختلف قومیتوں میں بٹے ہوئے یہودی قبائل کو اس میں شامل کر کے ایک ایسی اسلامک ڈیموکریٹک سٹیٹ کی بنیاد رکھی جس میں جملہ مذاہب کے پیروکاروں کے بنیادی حقوق کا تحفظ کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں اپنے مذہبی عقائد کے مطابق عبادات کرنے، یہاں تک کہ خاندانی اقدار اور قبائلی رسوم و رواج کے مطابق فیصلے کرنے کی تحریری یقین دہانی کروائی۔ اس تحریری یقین دہانی کو تاریخ اسلام میں میثاقِ مدینہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ میثاقِ مدینہ بین المذاہب و بین الاقوامی رواداری کی اقدار پر مبنی ایک ایسی دستاویز ہے جسے مسلمان اعتدال پسندی کے دعوے کے حوالے سے قیامت تک کیلئے فخر کے ساتھ پیش کر سکتے ہیں۔ یہ دستاویز قرآنی فلسفہ اعتدال اور ’’امت اوسط‘‘ ہونے کا عملی ثبوت اور اظہار ہے۔ میثاقِ مدینہ کو کائناتِ انسانی کا سب سے پہلا تحریری دستور ہونے کا مقام حاصل ہے۔ صحرائے عرب کے اُمی نبی ﷺ نے اس وقت دنیا کو پہلے جامع تحریری دستور سے متعارف کروایا جب ابھی دنیا کسی آئین یا دستور سے نا آشنا تھی۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اپنی تصنیف ’’میثاق مدینہ کا آئینی تجزیہ‘‘ میں لکھتے ہیں:

’’اسلام ایک فطری اور وسعت پذیر دین ہے جو اپنی عالمگیریت کے سبب ہر صاحبِ عقل سلیم کو اپنے دائرہ اثر میں لے لیتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اس دستور کو تحریر کرواتے وقت اسلام کی انہی خصوصیات کو میثاقِ مدینہ کی بنیاد بنایا‘‘۔

میثاقِ مدینہ کے جملہ آرٹیکلز کے مطالعہ سے یہ اخلاقی و روحانی پیغام ملتا ہے کہ اسلامی تعلیمات غیر مسلموں کے ساتھ بھی معاملہ کرتے وقت کسی تنگی اور تعصب کو آڑے نہیں آنے دیتیں۔ اسلامی نظام حیات میں احترامِ انسانیت، اصلاحِ معاشرہ اور فرد کے عقائدی رجحانات اور قبائل (ممالک) کی مسلّمہ اقدار و ثقافت کو تحفظ دیا گیا ہے۔ میثاقِ مدینہ کی دستاویز کی اساس اصلاحِ معاشرہ، امن عامہ، جان و مال کے تحفظ اور نیکی و خیر کے پیغام کو فروغ دینے میں ہے۔ اصلاحِ احوال و معاشرہ کے نبوی تصور کو سمجھنے کیلئے بیعتِ عقبیٰ اولیٰ کے 7 نکات کو سمجھنا ہوگا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے یہ بیعت 7 نکات پر لی:

(1)اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کریں گے۔ (2) چوری سے باز رہیں گے۔ (3) زنا نہیں کرینگے۔

(4) اولاد کو قتل نہیں کرینگے۔ (5) کسی پر جھوٹی تہمت نہیں لگائیں گے۔

(6) چغلی نہیں کھائیں گے۔ (7) ہر اچھی بات میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کریں گے۔

ایک مثالی، فلاحی معاشرہ کیلئے ان نکات کی آج بھی اہمیت دو چند ہے۔ اس پہلی بیعت کے اصول سے یہ بات سمجھ آجانی چاہیے کہ اسلام ایک پرامن ضابطہ حیات ہے اور فساد فی الارض کی نفی کرنے والا دین ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری سے نومبر کے دوسرے ہفتے میں تحریک منہاج القرآن کے ضلعی ناظمین، نائب ناظمین و صدور نے خصوصی ملاقات کی۔ اس ملاقات کے دوران گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ جتنے بھی پیغمبرانِ خدا مختلف زمانوں اور امتوں میں مبعوث ہوئے، انہوں نے سوسائٹی میں موجود ظلم و بربریت اور انتہائی رویوں کو کم کرنے اور اعتدال پر مبنی سوچ کے حوالے سے ''سپیس'' بڑھانے کی سعی کی۔ اس باب میں خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی پیغمبرانہ مساعی سب سے زیادہ ہیں۔ آپ ﷺ اپنی ظاہری حیات میں اپنے مبارک اعمال و افعال میں ''امت اوسط'' کے قرآنی و ربانی حکم کا عملی پیکر تھے۔ میثاقِ مدینہ کی دستاویز کے علاوہ آپ ﷺ کی مبارک حیات کے متعلق ہزاروں احادیث مبارکہ موجود اور محفوظ ہیں کہ آپ ﷺ میانہ رو اور اعتدال پسند تھے اور یہی پیغام اور تعلیمات امت محمدیہ کیلئے ہیں۔

ہم گزشتہ ایک دہائی سے دیکھ رہے ہیں کہ اسلامی معاشرہ میں فکری تنگ نظری اور انتہا پسندی کو داخل کیا جا رہا ہے، یہ انتہا پسندی اور تنگ نظری محض اتفاق نہیں ہے بلکہ اس باطل فکر کے ڈانڈے خارجیت سے ملتے ہیں۔ جب تک پیغمبرِ خدا موجود تھے تو اعتدال اور رواداری کے پیغام کو عام کیا جاتا رہا۔ خاتم النبیین ﷺ کے وصال کے بعد سوسائٹی میں اعتدال کی سپیس کو قائم رکھنے کی ذمہ داری خلفائے راشدین، امت کے علماء، محققین، محدثین کو تفویض ہوئی مگر افسوس آج اعتدال پسندی کی پیغمبرانہ فکر کو نقصان پہنچانے والے عناصر کی بہتات ہے۔ اسلام کے نام پر بے گناہوں کی جانیں لینے کی خارجی روش عام ہو رہی ہے۔ اسلام جس نے مسلم اور غیر مسلم کے جان، مال، کاروبار، عقائد، قبائلی رسومات اور جملہ کمیونٹیز کے تحفظ کے تصور کی بنیاد رکھی، آج اسی اسلام کے نام پر جلاؤ گھیراؤ ہوتا ہے، عوام کے جان و مال اور کاروبار سے کھیل کھیلا جاتا ہے، زندگی کے پہیے کو جام کر دیا جاتا ہے، وہ نبی برحق ﷺ جن کی شان عفو و درگزر تھی، احترامِ انسانیت تھی، جن کی زبان سے دشمنوں کی اصلاح اور ہدایت کیلئے ہمیشہ دعاؤں کے پھول گرے، اسی پیغمبرِ امن و سلامتی کے نام پر عوام کا جینا دوبھر کرنے والے ایک لمحہ کیلئے اپنے اس رویّے پر ضرور غور کریں کہ وہ انسانی زندگی کو داؤ پر لگا کر کن کے عزائم کی تکمیل کا ذریعہ بن رہے ہیں؟ ایسے تمام احباب کیلئے یہ دعوت ہے کہ وہ اعتدال اور رواداری کے فلسفے کو اگر سمجھنا چاہتے ہیں تو وہ ریاستِ مدینہ کی دستاویز کا صدقِ دل سے مطالعہ کریں۔ الحمدللہ رواں صدی میں تحریک منہاج القرآن دنیا کی واحد اسلامی، اصلاحی، علمی، تجدیدی تحریک ہے جو اعتدال اور رواداری کے پیغمبرانہ مشن کو لے کر آگے بڑھ رہی ہے اور سوسائٹی میں موجود انتہا پسندی کے برعکس اعتدال کی سپیس کو بڑھانے کیلئے دن رات کوشاں ہے۔

(نوراللہ صدیقی)

حقیقتِ ولایت اور مقامِ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

حضور غوث الاعظمؓ فرماتے ہیں ''بندے کو چاہیے کہ خود کو اللہ کی کفالت، نگرانی میں اس طرح دے دے جیسے مُردہ غسّال کے ہاتھ میں ہوتا ہے''

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا علمی و روحانی خصوصی خطاب

ترتیب و تدوین: محمد یوسف منہاجین .... معاون: محبوب حسین، محمد خلیق عامر

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْهُمْ ج تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ج وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَکَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا. (الکهف، ۱۸: ۲۸)

''(اے میرے بندے!) تو اپنے آپ کو ان لوگوں کی سنگت میں جمائے رکھا کر جو صبح و شام اپنے رب کو یاد کرتے ہیں اس کی رضا کے طلب گار رہتے ہیں (اس کی دید کے متمنی اور اس کا مکھڑا تکنے کے آرزو مند ہیں) تیری (محبت اور توجہ کی) نگاہیں ان سے نہ ہٹیں، کیا تو (ان فقیروں سے دھیان ہٹا کر) دنیوی زندگی کی آرائش چاہتا ہے، اور تو اس شخص کی اطاعت (بھی) نہ کر جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کردیا ہے اور وہ اپنی ہوائے نفس کی پیروی کرتا ہے اور اس کا حال حد سے گزر گیا ہے۔''

آیت کریمہ میں مذکور یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ کے دو معانی ہیں:

۱۔ عالمانہ معنی تو یہ ہے کہ ان لوگوں کی رفاقت، معیت اور سنگت میں جم کر بیٹھ جو صبح و شام اپنے رب کو یاد کرتے اور ہر وقت اُس کی رضا کے طلب گار رہتے ہیں۔

۲۔ عاشقانہ معنی یہ ہے کہ چونکہ ''وَجْهٌ'' چہرے کو کہتے ہیں، اس لیے صوفیاء کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ اُن لوگوں کی سنگت میں جم جا جو صبح شام رب کو یاد کرتے ہیں، یہ لوگ رب کو دنیا اور جنت کے لیے یاد نہیں کرتے بلکہ صرف رب کے مکھڑے کے طلبگار ہیں۔ پھر فرمایا:

وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْهُمْ تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا

''کیا تو (ان فقیروں سے دھیان ہٹا کر) دنیوی زندگی کی آرائش چاہتا ہے؟'' (الکهف، ۱۸: ۲۸)

یعنی اُن کے چہرے پر توجہ مرکوز رکھ اور ان کی طرف سے نگاہیں نہ ہٹاؤ۔ ایسے لوگوں کے چہروں سے اگر نگاہیں ہٹ گئیں تو دنیا کے طالب بن جاؤ گے۔

آیت کریمہ کے آخری حصہ میں یہ حکم دیا جارہا ہے کہ جن لوگوں کے دل ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیے ہیں، ان کی اطاعت نہ کریں۔ یہ آیت کریمہ ''عبارۃ النص'' ہے، اس سے ''اشارۃ النص'' یہ ہے کہ اُن کی اطاعت کر جن کے دل ذاکر ہیں۔ یعنی غافلوں کے پیچھے نہیں بلکہ ذاکروں کے پیچھے چلا کریں۔ جو رب کے ذکر سے غافل ہے، اس کا قلب مردہ ہے، اُس کے پیچھے نہ جاؤ بلکہ قلب حیّ کے پیچھے جاؤ۔

قرآن مجید کے اس حکم کی تصریح فرماتے ہوئے آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

ألا أنبئکم بخیارکم.

''کیا میں تمہیں ''خیار'' بھلے لوگوں (اونچے درجے کے حاملین) کی خبر نہ دے دوں؟''

یعنی جو تم میں بہت اچھے لوگ ہیں، میں تمہیں اُن کی

☆ (خطاب نمبر: Gf-34) ﴿غوث الاعظم کانفرنس﴾ (مقام: مانچسٹر، برطانیہ) (تاریخ: 2 اگست 2009ء)

پہچان نہ بتاؤں کہ یہ کون ہوتے ہیں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ارشاد فرمائیے۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا:

خیارکم الذین إذا رؤوا ذکر اللہ.

(ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب من لا یؤبہ لہ ج۲، ص۱۳۳۹، رقم الحدیث: ۴۱۱۹)

''اُن کی ایک پہچان یہ ہے کہ جب اُن کے چہروں کو دیکھو تو اللہ یاد آجائے''۔

جنہیں دیکھنے سے اللہ یاد نہ آئے، انسان اور مسلمان ہونے کے ناطے ان کی عزت و احترام ضرور کریں، سلام کریں لیکن ان سے مریدی کا تعلق نہ بنائیں۔ آپ ﷺ نے ''خیار'' کی جو پہچان بیان فرمائی ہے، آج اسے پیمانہ بنانے کی ضرورت ہے، اس لیے کہ مقصود اللہ کی یاد دلانا ہے، اپنی یاد کرانا نہیں۔

سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ''غنیۃ الطالبین'' میں مرید کا معنیٰ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جو ہر شے کو چھوڑ کر صرف اللہ کا ارادہ کرلے، اُس کو مرید کہتے ہیں''۔

یعنی مرید وہ ہے جو خالصتاً اللہ کا ارادہ کرے اور شیخ و مرشد وہ ہے جو ہر شے سے بندے کے قلب کا دھیان ہٹا کر اس کے دل کا تعلق صرف اللہ سے جوڑ دے، جو شخص اللہ کے بجائے اپنا ارادہ کرائے، وہ سیدنا غوث الاعظم کی مذکورہ تعریف کے مطابق نہ مرید ہے اور نہ ہی شیخ و مرشد۔

افسوس! ہمارے concept خراب ہیں، ہمارا دھیان اللہ کی طرف نہیں اور جس کی طرف ہم دھیان کرتے ہیں اُس کا دھیان ہماری جیب کی طرف ہوتا ہے۔ پیسے والا ہو تو اُسے قریب بٹھاتے ہیں، کھانے کھلاتے ہیں اور جب کوئی غریب مرید آجائے تو اس سے سلام لینا تک گوارا نہیں کرتے۔

ایک دفعہ بیرون ملک دورہ کے دوران میرے خطاب کے آخر میں ایک شخص نے سوال کیا کہ ہمارے ہاں یورپ میں کثیر تعداد میں کئی مشائخ اور پیرانِ کرام آتے رہتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے ساتھ مارکیٹنگ منیجرز بھی لاتے ہیں جو اپنے اپنے پیروں کی کرامتیں سناتے ہیں اور ہر ایک اپنے پیر کے غوث، سلطان الفقر اور قطب ہونے کا دعویدار ہے۔ سمجھ نہیں آتی کہ مردِ کامل کون ہوتا ہے اور پیر کامل کون ہے؟ آپ اس کی کوئی پہچان بتائیں۔

میں نے کہا کہ پیر کامل کی بڑی سادہ سی پہچان یہ ہے کہ پیر کامل وہ ہے جسے مریدوں کی تلاش نہ ہو۔ علامہ اقبال نے کہا:

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اُس میں ہے آفاق

حرص و لالچ دنیا، عہدہ و منصب اور اس دنیا کے ٹکڑوں کے پیچھے مارے مارے پھرنا، مومن کے شایانِ شان نہیں۔ مومن اور دنیا کے رشتہ کی مثال بندے اور سائے کی سی ہے۔ جس طرح سایہ بندے کے پیچھے پیچھے ہوتا ہے، اسی طرح بندۂ مومن جب دنیا کی طرف سے منہ موڑ کر چلتا ہے تو دنیا ایک سایہ کی طرح اس کے پیچھے چلتی ہے۔ پس مرشدِ کامل اور پیرِ کامل کی علامت یہ ہے کہ جو مریدوں کی تلاش میں مارا مارا نہ پھرے۔ جو مریدوں کی تلاش میں مارا مارا پھرتا ہے وہ تو ابھی خود مریدوں کا مرید ہے، شیخ و مرشد کیسے ہوسکتا ہے؟ یعنی وہ تو ابھی مریدوں کا ارادہ کیے ان کے پیچھے پھرتا ہے، رب کا مرید کب بنے گا۔۔۔؟ اسے ابھی مریدوں کی تلاش ہے، رب کی تلاش کا سفر کب شروع ہوگا۔۔۔؟

ولایت اور ولی کا معنی و مفہوم

ولایت کے چار معنی ہیں اور اس رو سے ولی کے بھی چار معنی ہیں جو ذیل میں بیان کیے جارہے ہیں:

۱۔ ولایت کا پہلا معنی ''محبت'' ہے۔ اس لحاظ سے ولی محبت کرنے والے کو کہتے ہیں۔

۲۔ ولایت کا دوسرا معنی ''قربت'' ہے۔ اس رو سے ولی ''اقرب''، یعنی قریب والے کو کہتے ہیں۔ ماں باپ ولی ہیں، دادا، نانا ولی ہیں۔ اس لیے اقرباء کو اولیاء کہتے ہیں۔

۳۔ ولایت کا تیسرا معنی ''کفالت'' ہے۔ مثلاً: جب کوئی کہتا ہے کہ فلاں فلاں کی ولایت میں ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ اس کی نگرانی میں ہے۔

۴۔ ولایت کا چوتھا معنی مدد و نصرت بھی ہے۔ اس معنی کی رو سے ولی، مددگار کو کہتے ہیں۔

ولایت کے مذکورہ چار معانی کی روشنی میں ہی ولی کا معنی

متعین ہوتا ہے۔ ذیل میں ان معانی کی وضاحت درج کی جارہی ہے:

ا۔ ولی: اللہ کا محبّ ومحبوب بندہ

ولایت کے پہلے معنی ''محبت و مؤدت'' کے لحاظ سے ولی وہ شخص ہے جس کی محبت خالصتاً اللہ کے لئے ہو جائے اور نتیجتاً اللہ بھی اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا:

یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗٓ. (المائدہ، ۵: ۵۴)

''وہ (خود) محبت فرماتا ہوگا اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں گے''۔

معلوم ہوا کہ جب تک دوطرفہ رشتۂ محبت بین العبد والمعبود، بین الخالق والمخلوق قائم نہ ہو جائے، اس وقت تک بندہ اللہ کا ولی نہیں بنتا۔ گویا جو بندہ خالصتاً اللہ سے محبت کرے اور اس کی محبت کا مرکز ومحور اللہ کی ذات ہو جائے تو اس کو ولی کہتے ہیں۔

۲۔ ولی: اللہ کا مقرب ترین بندہ

ولایت کے دوسرے معنی ''قربت'' کے تناظر میں ولی کا معنی یہ ہوگا کہ جس شخص کو اللہ اپنے قریب کر لے اور وہ بندہ اللہ کے قریب ہو جائے یعنی دنیا سے اس کا دل دور ہو جائے، حرص، لالچ، دنیا کی رغبت، دنیا کی ہوس، حسد، کبر، بغض، عناد، دشمنیوں، غیبتوں، چغلیوں، لوٹ مار، گناہ، فسق و فجور، الغرض ہر شے سے اس کا دل دور ہو جائے اور ہر چیز سے دور ہو کر وہ ظاہراً و باطناً صرف اللہ کے قریب ہو جائے۔

جب بندے کو ظاہر و باطن میں اللہ کا قرب مل جاتا ہے اور اس کا قلب، نفس، روح، ظاہر، باطن اللہ کے قریب ہوجاتا ہے تو وہ قربتِ الٰہیہ کی وجہ سے اللہ کا ولی ہو جاتا ہے اور پھر اللہ بھی اس کے قریب ہو جاتا ہے۔ حدیث مبارک کے مطابق جب یہ بندہ ایک قدم اللہ کی طرف بڑھتا ہے تو اللہ اس کی طرف اپنی شان کے لائق کئی قدم بڑھتا ہے۔ پس اللہ کے اس قرب کی وجہ سے وہ بندہ ولایت کے مقام پر فائز ہوتا ہے۔

۳۔ ولی: اللہ کی رضا پر راضی بندہ

ولایت کا تیسرا معنی ''کفالت اور سپردگی'' ہے۔ اس معنی کی رو سے جو بندہ خود کو اللہ کے سپرد کر دے، اپنی مرضی چھوڑ دے، اللہ کی مرضی کو اپنے اوپر نافذ کر دے، اپنی ترجیحات کو ترک کر دے اور اللہ کے امر اور شریعت کی ترجیحات کو غالب کردے، حلال وحرام، جائز و ناجائز اور اللہ کی رضا و ناراضی کو ہر قدم پر ملحوظ رکھے، اسے ولی کہتے ہیں۔

تمام امور میں اللہ کے اوامر ونواہی اور معاملاتِ زندگی میں بندہ جب شریعت کے احکام کی پیروی اس طرح کرے کہ اپنی زندگی اللہ کے امر کی نگرانی اور کفالت میں دے دے، خود سے فناء ہو جائے اور خود کو اللہ کے امر کے سپرد کر دے تو اللہ اس کا کفیل بن جاتا ہے۔

حضور غوث الاعظمؒ فرماتے ہیں:

''بندے کو چاہئے کہ خود کو اللہ کی کفالت، نگرانی میں اس طرح دے دے جیسے مُردہ غسال کے ہاتھ میں ہوتا ہے''۔

یعنی جس طرح غسال میت کو نہلاتا ہے، اسے الٹا سیدھا، دائیں بائیں پلٹتا ہے، اس وقت اس مُردے کی مرضی نہیں رہتی بلکہ وہ مکمل طور پر غسال کے رحم وکرم پر ہوتا ہے۔ اسی طرح بندہ بھی اپنے آپ کو اپنے مولیٰ کے سپرد کردے اور اُس کی رضا پر راضی رہتے ہوئے اس کی تعلیمات و احکامات کو اپنے ہر معاملہ پر غالب کردے۔ اس لیے کہ مُردہ کہتے ہی اس کو ہیں جس کی مرضی نہ رہے، جس کی اپنی حرکت اور ترجیح نہ رہے، غسال جیسے چاہے، اپنی مرضی مُردے پر چلاتا ہے۔ گویا جب تک بندہ بشکلِ مُردہ اپنے آپ کو اللہ کے امر کے سپرد نہ کردے، ولایت تک نہیں پہنچ سکتا۔

جب اللہ کا امر اس پر اس طرح چلے جیسے غسال کا امر مُردے پر چلتا ہے تو اللہ کا امر چاہے اسے الٹائے یا پلٹائے، بیمار کرے یا صحتمند کرے، عزت دے یا عزت لے لے، نعمت دے یا چھین لے، وہ جس حال میں رکھے، بندہ اپنی مرضی کو فنا اور اللہ کی مرضی کے ساتھ بقا ہو جائے تب وہ اللہ کی کامل کفالت اور نگرانی میں ہوتا ہے اور نتیجتاً کائنات کی ہر چیز اس بندے کی مطیع ہوجاتی ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

وما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبه فاذا احببته کنت سمعه الذی یسمع به و بصره الذی یبصر به

و يده التي يبطش بها، ورجله التي يمشي بها .

(صحيح بخاري، كتاب الرقائق، باب التواضع، ج۵، ص ۲۳۸۴، رقم ۶۱۳۷)

''میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ سنتا ہے اور اس کی بصارت بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور اس کا پیر بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے''۔

اب چونکہ اس کے اپنے کان اور سماعت نہ رہی، لہٰذا اب وہ وہی کچھ سنتا ہے جو اللہ اُسے سنانا چاہتا ہے اور جو بات اللہ اُسے سنانا نہیں چاہتا، اس سے وہ بہرہ ہو جاتا ہے۔ وہ وہی کچھ دیکھتا ہے جو اللہ دکھانا چاہتا ہے اور جس کو دیکھنے سے اللہ نے روکا ہے، اس سے اس کی آنکھ ہی بند ہو جاتی ہے۔ الغرض اُس کے ہاتھ، پاؤں اور دل تک اللہ کی رضا کے تابع ہوجاتے ہیں اور وہی امور سرانجام دیتے ہیں جو اللہ چاہتا ہے۔ جب بندہ اس طرح کاملاً اللہ کی کفالت و نگرانی میں آجائے اور اللہ تعالیٰ اسے اپنی نگرانی میں لے لے تو اس مقام کو ولایت اور اس بندے کو ولی کہتے ہیں۔

۴۔ ولی: اللہ کی مدد و نصرت کا حامل بندہ

ولایت کا چوتھا معنی ''نصرت و مدد'' کے ہیں اور ولی مدد گار کو کہتے ہیں۔ ولی وہ ہوتا ہے جو اپنا مدد گار خود نہیں رہتا بلکہ اللہ کی مدد سے جیتا ہے، اللہ کی مدد سے رہتا ہے اور اللہ اس کا مدد گار ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ. (الاعراف،۷:۱۹۶)

''اور وہی صلحاء کی بھی نصرت و ولایت فرماتا ہے''۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

ذٰلِکَ بِاَنَّ اللهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا . (محمد،۴۷:۱۱)

''یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ ان لوگوں کا ولی و مددگار ہے جو ایمان لائے ہیں''۔

میرے شیخ قدوۃ الاولیاء حضور سیدنا طاہر علاؤ الدین القادری الگیلانی البغدادیؒ، حضرت سیدنا غوث الاعظمؓ کی شبیہ تھے اور ان کے فیض کے عظیم امین تھے۔ میں نے قول، عمل، ظاہر، باطن، عادت، طریق، مزاج، طبیعت، متابعتِ شریعت و سنت اور غیرتِ دین میں ان کو حضور غوث الاعظمؓ کا عکس و نمونہ پایا۔ ایک روز مجھے فرمانے لگے کہ

''اللہ جب اپنے ولی کا مدد گار ہو جاتا ہے تو پھر بندہ اپنی مدد آپ نہیں کرتا۔ اللہ جو چاہے کرے اور جو نہ چاہے، نہ کرے، بندہ کسی بھی حالت میں اس کا شکوہ نہیں کرتا۔ اللہ کے بندہ اور ولی کی مثال ایک کلہاڑے کی سی ہے۔ کلہاڑا سارے جنگل کو کاٹتا ہے مگر اپنے دستے کو نہیں کاٹ سکتا، اس لیے کہ جب تک دستہ اس کلہاڑے کے اندر ہے، اُسے اس ہی کے ذریعہ نہیں کاٹا جاسکتا۔ جس طرح کلہاڑا اپنا دستہ خود نہیں کاٹ سکتا، اسی طرح ولی اللہ باقی پورے عالم کا مددگار ہوتا ہے مگر اپنی ذات کا مدد گار نہیں رہتا۔ وہ خود اگر بیمار ہو گا تو خود کو دم نہیں کرے گا بلکہ اللہ کی مشیت پر چھوڑ دے گا اور طریقِ سنت پر عمل کرے گا اور علاج کروائے گا جبکہ باقی سارے بیماروں کو اس کے ایک دم سے اللہ شفا یابی دیتا رہے گا۔ اسی طرح اگر وہ خود فاقے میں ہے تو کئی دن فاقے میں گزار دیتا ہے لیکن اپنے لئے روحانی توجہات سے اسباب حاصل نہیں کرے گا لیکن اگر لوگ فاقہ کی حالت میں اس کے پاس آئیں گے تو اس کی دعا سے ان کی تقدیریں بدلتی رہیں گی۔ یعنی ولایت کا مطلب ہے کہ بندہ اپنا مدد گار خود نہیں رہتا، بلکہ اللہ اس کا مددگار ہو جاتا ہے۔

آقا علیہ السلام کی مجلس میں کوئی شخص سیدنا ابو بکر صدیقؓ کو برا بھلا کہہ رہا تھا۔ آپؓ خاموشی سے بیٹھے رہے اور اس کو کوئی بھی جواب نہ دیا۔ آقا علیہ السلام سرِ انور نیچے کرکے مسکراتے رہے۔ کچھ دیر گزری تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی اس شخص کی بات کا جواب دیا۔ اس پر آقا علیہ السلام اس مجلس سے اٹھ کر گھر تشریف لے آئے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ شاید میرے جواب دینے کو آقا علیہ السلام نے ناگوار محسوس فرمایا، اس لیے مجلس سے چلے آئے ہیں۔ پوچھا: یارسول اللہ! کیا ماجرا تھا کہ آپ ﷺ چلے آئے؟ آقا علیہ السلام نے فرمایا:

ابو بکر! جب تک وہ شخص تمہیں گالیاں دے رہا تھا اور تم خاموش تھے، یعنی اپنا دفاع خود نہیں کر رہے تھے، اپنی مدد خود

نہیں کر رہے تھے تو اللہ نے فرشتوں کو مقرر کر رکھا تھا اور وہ تمہاری طرف سے جواب دے رہے تھے۔ میں فرشتوں کے اس جواب کو سن کر مسکرا رہا تھا لیکن جب تم نے اس شخص کی ایک بات کا جواب دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب یہ خود اپنا کفیل ہوگیا ہے، اپنا دفاع خود کرنے لگ گیا ہے لہٰذا فرشتو! تم واپس آ جاؤ۔ پس اس پر میں دُکھی ہوکر گھر چلا آیا۔

سمجھانا یہ مقصود ہے کہ اللہ کا ولی اگر اپنا دفاع خود کرے تو اللہ اس کے دفاع اور مدد سے ہاتھ اٹھا لیتا ہے۔ اس لئے اللہ کا ولی اپنا دفاع اور مدد خود نہیں کرتا، لوگ جو چاہیں کریں، وہ خاموش رہتا ہے۔ اس صورت حال میں رب خود اس کا دفاع بھی کرتا ہے اور اس کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی کا اعلان بھی کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے ولی کا دل ہر وقت دعا گو ہی رہتا ہے، ولی ہر ایک سے مسکرا کر ملتا ہے، دعا دیتا ہے، کسی سے غیض وغضب نہیں کرتا۔

امام ابو القاسم القشیریؒ نے امام ابو علی الجرجانیؒ سے روایت کیا کہ وہ فرماتے ہیں:

ولی وہ ہے جو اپنے حال اور جان سے فنا ہو جائے اور مشاہدۂ حق میں اس کو بقاء نصیب ہو جائے یعنی وہ اپنے معاملات کا خود حاکم اور متصرف نہیں ہوتا بلکہ توکل اور تفویض کے اس درجے پر پہنچتا ہے کہ وہ اپنی ذات کے معاملات سے علی طریق التوکل، علی طریق الرضا، علی طریق التفویض فنا ہو جاتا ہے۔ اپنی پسند و ناپسند کو فنا کر دیتا ہے، کسی کی کوئی چغلی، شکایت، نفس کی اشتعال انگیزی، کسی پر کیچڑ اچھالنا، کسی کے اوپر گفتگو اور نقد و جرح کرنا، یہ صوفیا اور اولیاء کا کام نہیں ہے بلکہ یہ نفس اور شیطان کا کام ہے۔ جب ولی اپنے حال سے فانی ہوگیا تو اسے اب کسی پر تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی، وہ کسی کے بارے تجسس نہیں کرتا بلکہ اللہ کے مشاہدہ، امر اور اس کی رضا میں باقی ہوتا ہے۔

یہاں تک کہ اللہ اس کے تمام امور کی نگرانی اپنے ذمے لے لیتا ہے۔ اللہ اس کے امور کی نگرانی اس طرح فرماتا ہے کہ اُسے اپنے احوال کی خبر نہیں رہتی اور وہ کسی اور جگہ قرار نہیں پاتا، اس کی طبیعت پنجرے میں بند پرندے کی طرح تڑپتی رہتی ہے۔

علاماتِ اولیاء

اولیاء وصوفیاء سے پوچھا گیا کہ ولی کی کیا علامت ہے؟ تو کبار اولیاء نے فرمایا:

علامة الولی ثلاثة: شغله بالله وفراره الی الله وهمه لله

اولیاء کی علامتیں تین ہیں:

۱۔ **شغله بالله:** جس کا قلب و باطن، روح، ارادہ، خیال، توبہ، محبت اور دھیان ہر وقت اللہ کے ساتھ مشغول رہے۔ اللہ کے سوا اس کا دل اور ذہن کسی اور سے مشغول نہیں ہوتا۔ لہٰذا جب کسی سے مشغول نہیں ہوگا تو رذائلِ اخلاق غیبت، چغلی، حسد، مسابقت، نفرت، تہمت، الزام تراشی، حرص، طمع، کبر، نخوت، لالچ سے محفوظ رہے گا۔

۲۔ **وفرار الی الله:** اس کا دل زہد عن الدنیا سے ایسا مالا مال ہوتا ہے کہ دل ہر شے سے بھاگ کر اللہ کی طرف راجع ہو جاتا ہے۔ اللہ کے تعلق کے سوا اسے سکون نہیں ملتا، اللہ کے انس کے سوا اسے قرار نہیں ملتا اور اللہ کے وصال کے سوا اسے اطمینان نہیں ملتا۔

۳۔ **وهمه لله:** اس کا فکر و خیال اور ارادہ و ہمت ہر وقت خالصتاً اللہ کے لئے رہتی ہے۔

ولایت اور صفائے قلب کا حصول

حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بندہ اگر یہ مقام چاہتا ہے کہ اُسے اللہ کی دوستی اور صفائے قلب نصیب ہوجائے تو:

کن مع الله بلا خلق و کن مع الخلق بلا النفس

’’تصوف میں اعلیٰ درجہ اور ولایت یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ معاملہ ایسا ہو کہ مخلوق درمیان میں نہ رہے اور مخلوق کے ساتھ معاملہ ایسا ہو کہ نفس درمیان میں نہ رہے‘‘۔

یعنی اللہ کے معاملے سے اگر مخلوق درمیان میں سے نکل جائے اور مخلوق کے ساتھ معاملے میں نفس، ’’میں‘‘ نکل جائے تو بندہ ولی ہو جاتا ہے۔ اگر اللہ کی رضا کے لیے ہم کسی پر احسان کریں تو درمیان سے مخلوق اس طرح نکل جائے کہ اب جس پر احسان کیا گیا ہے بھلے وہ ہمیں گالی دے لیکن ہماری طبیعت میں ملال نہ آئے، اس لیے کہ ہم نے مخلوق کے لئے اس پر احسان نہیں کیا۔ جب اللہ کی رضا کے لیے کسی کے ساتھ بھلائی کی تو اس کی زیادتی سے ہمیں رنج نہیں ہونا

چاہئے، اس لیے کہ ہم نے مخلوق کے لئے نہیں بلکہ اللہ کے لئے اس پر احسان کیا۔ الغرض اللہ کے ساتھ جو معاملہ کیا، اس میں مخلوق نظر نہ آئے اور اگر کوئی معاملہ مخلوق کے ساتھ کیا تو درمیان میں نفس نہ آئے تو اس کو ولایت کہتے ہیں۔

مقامِ سیدنا غوث الاعظمؒ

جب ہم ولایت کے مذکورہ تمام معانی و مفاہیم کو دیکھتے ہیں تو ہمیں اس حوالے سے حضور غوث الاعظمؒ آسمانِ ولایت پر سب سے بلند و ارفع ستارے کی مانند چمکتے دمکتے دکھائی دیتے ہیں۔ ہم اکثر حضور غوث الاعظمؒ کے ان اقوال اور کرامات کو بیان کرتے ہیں جو صوفیاء و اولیاء کی کتابوں میں ہیں مگر یہ امر ذہن نشین رہے کہ محدثین، فقہاء اور ائمہ علم نے بھی تواتر کے ساتھ آپؒ کے علمی و روحانی مقام کو بیان فرمایا ہے۔ صرف عقیدت مندوں ہی نے آپؒ کا یہ مقام نہیں بنا رکھا بلکہ جلیل القدر ائمہ علم، ائمہ تفسیر اور ائمہ حدیث نے بھی اسے بیان کیا ہے۔

امام یافعی الشافعی لکھتے ہیں کہ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی کرامات کے تواتر پر اجماع ہے اور اس پر کسی نے انکار نہیں کیا۔

اسی طرح امام ابو الحسن علی بن جریر الشافعی، ملا علی قاری، امام ذہبی اور دیگر ائمہ نے بھی آپ کے علمی و روحانی مقام کو بیان کیا ہے۔

☆ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نہ صرف خود محدث، مفسر اور امام تفسیر ہیں بلکہ آپ کے دس کے دس صاحبزادے وقت کے عظیم محدث اور فقیہ ہوئے۔ آپ کے نہ صرف صاحبزادے بلکہ پوتے، پوتیاں اور پڑپوتے پڑپوتیاں بھی محدث ہیں۔ صاحب کلائد الجواہر نے اپنی زندگی میں حضور غوث الاعظمؒ کے ۱۲ پشتوں تک کے احوال کا مطالعہ کیا، وہ لکھتے ہیں کہ آپؒ کی بارہ پشتوں تک کے افراد میں نہ صرف مرد بلکہ خواتین بھی عظیم مفسرین، محدثین، فقہاء اور ائمہ علم ہوئی ہیں۔ یعنی اتنا علم آقا ﷺ کی امت میں سرکارِ غوث پاک کی اولاد نے ان کے فیض سے تقسیم کیا ہے۔

☆ آپ کی مجلسِ درس میں تین سو سے زائد کبار اولیاء موجود ہوتے اور سینکڑوں کی تعداد میں رجال الغیب موجود ہوتے۔ آپ نے امرِ الٰہی کے تحت جب یہ ارشاد فرمایا:

قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله

''میرا یہ قدم روئے زمین کے ہر ولی کی گردن پر ہے۔''

آپؒ کے اعلان کے وقت جتنے اولیاء آپ کی مجلس میں موجود تھے انہوں نے نہ صرف اپنے سروں کو جھکا کر اطاعت کا اعلان و اظہار کیا بلکہ اس وقت روئے زمین پر جتنے بھی اولیاء و صلحاء موجود تھے، انہوں نے بھی اپنے اپنے مقامات پر آپؒ کی ولایتِ کبریٰ کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا۔

آپؒ کے اس اعلان پر حضرت علی بن الحیطیؒ نے عملاً اپنا سر نیچے کر کے آپ کا پاؤں اپنی گردن پر رکھ لیا اور تمام اولیاء نے گردنیں جھکا دیں۔

امام علی بن البرکات بیان کرتے ہیں کہ میرے عم بزرگ امام عدی بن المسافر بیان کرتے تھے کہ اولین و آخرین اولیاء میں سے قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله کہنے کا امر سوائے حضرت عبد القادر جیلانیؒ کے کسی کو نہیں ہوا کیونکہ آپ کا ولایت میں مقام مقامِ فرد تھا۔

سلسلہ رفاعیہ کے شیخ امام رفاعیؒ نے صراحتاً فرمایا کہ آپؒ کے سوا کسی کو یہ امر نہ تھا۔ آپ جب امرِ الٰہی سے یہ اعلان فرما رہے تھے تو اشارہ اس امر کی طرف تھا کہ کثرتِ کرامات میں آپؒ کا کوئی ثانی نہیں اور آپؒ کے طریق سے ہٹ کر کسی شخص کو ولایت نصیب نہیں ہوسکتی۔ یہی وجہ ہے کہ اولیاء کے جملہ طرق اور سلاسل حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے فیض سے فیضیاب ہوئے۔

☆ اللہ کا ولی سوائے اللہ کے کسی سے نہیں ڈرتا۔ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْن کا فرمان الٰہی ان کی زندگی کے ہر پہلو پر نمایاں نظر آتا ہے۔ انہیں کسی کا طمع اور لالچ نہیں ہوتا۔ حضور غوث الاعظمؒ کے زمانے میں بنو عباس کے خلفاء حکمران رہے۔ آپ ان حکمرانوں کے غلط کاموں پر فوراً گرفت فرماتے اور ان کی اصلاح فرماتے۔ ان حکمرانوں سے کسی بھی قسم کا کوئی خوف کبھی آپ کے دامن گیر نہ رہا۔ آپ خطاب کے دوران منبر پر ان خلفاء کو ''یا نخل''، (اے کھجور کے تنے) کہہ کر مخاطب فرماتے، یعنی آپ کے نزدیک ان کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ آپ ان سے کلیتاً بے نیاز رہتے۔ آپؒ کو کسی ایک دن بھی کسی بادشاہ یا حکمران کے در پر نہیں دیکھا گیا بلکہ خلفا آپ کی مجلس میں سائل بن کر بیٹھتے۔ آپؒ ان حکمرانوں

کی اصلاح کرتے ہوئے فرماتے:

یا نخل لا تتعدی، اقطع رأسک

''اے کھجور کی شاخ! حد سے نہ بڑھ، میں تمہارا سر قلم کر دوں گا۔''

آپ کی بے نیازی کا یہ عالم تھا کہ خلیفہ المستنجد باللہ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں آیا اور آپ کا وعظ سنتا رہا، جب اختتام ہوا تو آگے بڑھا اور بیس تھیلیاں دینار آپ کی خدمت میں پیش کیں۔ آپؒ نے فرمایا:

انہیں لے جاؤ، مجھے ان کی حاجت نہیں ہے۔ اس نے جب بہت اصرار کیا تو آپؒ نے دو تھیلیاں ہاتھ میں اٹھا لیں اور انہیں ہاتھ میں اٹھا کر نچوڑا تو دینار کی بھری ہوئی دونوں تھیلیوں سے خون ٹپکنے لگا۔ آپؒ نے فرمایا:

اگر مجھے کئی امور کا حیا نہ ہوتا تو میں انہیں اتنا نچوڑتا کہ یہ خون تمہارے محلات تک پہنچ جاتا۔ ظالم تم اللہ سے نہیں ڈرتے اور غریب لوگوں اور رعایا کا خون چوستے ہو، ان کا مال لوٹتے ہو اور ان کا نذرانہ بنا کر میرے پاس لے آتے ہو۔

یہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی ولایت کا مقام ہے کہ ماسوا اللہ سے بے نیازی اور بے خوفی آپ کا طرہ امتیاز تھا۔

تعلیماتِ غوث الاعظمؒ

☆ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ تصوف کی تعلیم دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

بندے تو شوق اور اشتیاق سے اللہ کو یاد کر، وہ تجھے تقرب اور وصال سے یاد کرے گا۔ تو حمد و ثنا سے اسے یاد کر، وہ تمہیں انعام و احسان سے یاد کرے گا۔ تو اسے توبہ سے یاد کر، وہ تجھے بخشش سے یاد کرے گا۔ تو اسے ترکِ غفلت سے یاد کر، وہ تجھے ترکِ مہلت سے یاد کرے گا۔ تو اسے ندامت سے یاد کر، وہ تجھے کرامت سے یاد کرے گا۔ تو اسے معذرت سے یاد کر، وہ تجھے مغفرت سے یاد کرے گا۔ تو اسے اخلاص سے یاد کر، وہ تجھے نفس سے خلاصی سے یاد کرے گا۔ تو اسے تنگ دستی میں یاد کر، وہ تجھے فراخ دستی سے یاد کرے گا۔ تو اسے فنا ہوکر یاد کر، وہ تجھے بقا دے کر یاد کرے گا۔ تو اسے صدق سے یاد کر، وہ تجھے رزق سے یاد کرے گا۔ تو اسے تعظیم سے یاد کر، وہ تجھے تکریم سے یاد کرے گا۔ تو اسے ترکِ خطا سے یاد کر، وہ تجھے بخشش و عطا سے یاد کرے گا۔

☆ توکل کی تعلیم دیتے ہوئے آپؒ نے فرمایا:

''اے بندے تو تمام اغیار کو چھوڑ کر صرف اللہ تعالیٰ سے لو لگا لے اور ظاہری اسباب کو بھول کر مسبب میں گم ہو جا۔ وہ مسبب تجھے اسباب سے بالاتر و بے نیاز کر دے گا''۔

یہ مقامِ توکل ہے اور توکل کا مقام حقیقتِ اخلاص کے بغیر نہیں ملتا اور حقیقتِ اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ بندہ عمل کرے مگر کسی عمل کا معاوضہ اور اجر و جزا طلب نہ کرے۔ بندہ جب تک دنیا اور آخرت کے ہر معاوضے سے آزاد نہ ہوجائے، اس کا قلب و باطن اللہ تعالیٰ سے متصل نہیں ہوتا۔

☆ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے الفتح الربانی میں ارشاد فرمایا:

لوگو! تمہارے اندر نفاق بڑھ گیا ہے اور اخلاص کم ہو گیا، اقوال بڑھ گئے اور اعمال کم ہو گئے ہیں اور جس میں نفاق بڑھ جائے، اخلاص کم ہو جائے تو وہ بندے قربِ حق کے راستے سے بھٹک جاتے ہیں''۔

☆ سیدنا غوث اعظمؒ نے بغداد کے منبر پر ستر ہزار افراد، صلحا اور سامعین کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''لوگو! یہ دنیا ایک بازار ہے تھوڑی دیر کے بعد اس بازار میں کوئی باقی نہیں رہے گا۔ دکانیں بند ہونے کو ہیں، یہ جو چہل پہل بازارِ دنیا میں نظر آ رہی ہے، نہیں رہے گی۔ لوگو! تم اس دنیا کے بازار سے وہ سودا خریدو جس کی آخرت کے بازار میں ضرورت ہے۔ اس لیے کہ اس بازار کے بند ہونے کے بعد ایک اگلا بازار کھلنے والا ہے''۔

اس دنیاوی بازار میں کہیں شہواتِ نفسانی کا سامان پڑا ہے، کہیں لذاتِ بدنی کے سامان ہیں، کہیں تکبر، حرص، نفس، لالچ، طمع، بغض اور عداوت کی دکان ہے اور کہیں غیبت، نفاق، دنیا طلبی، فسق و فجور، بربادی، زنا، چوری، گناہ، کذب اور منافقت کی دکانیں ہیں۔ الغرض یہاں ساری نافرمانیوں، معاصی اور گناہوں کی دکانیں سجی ہیں۔

آج انسان ان کی خریداری کرتا ہے، اسے نہیں معلوم کہ جب اگلے بازار میں جائے گا اور اس سودے کو بیچنا چاہے گا تو وہاں تو خریدار اللہ ہے، یہ سودا وہاں فروخت نہیں ہوگا اس لیے

کہ اللہ کو یہ سودا نہیں چاہیے۔

وہاں کا سودا یہ ہے کہ وہ خریدار (اللہ) یہ چاہتا ہے کہ دنیا سے قیام اللیل اور رات کے اندھیرے میں سجدوں کا سودا لے کر جاؤ۔۔۔ توبہ، گریہ و زاری، تقویٰ، زہد اور ورع کا سودا لے کر جاؤ۔۔۔ یقین، توکل، اللہ کی اطاعت، عبادت بندگی، پرہیزگاری، ترکِ گناہ و معصیت کا سودا لے کر جاؤ۔۔۔ آقا ﷺ کی غلامی، اتباع، متابعت اور محبت کا سودا لے کر جاؤ۔۔۔ الغرض وہ سودے خریدو اور وہ سامان لے کر جاؤ کہ اگلے بازار کے کھلتے ہی وہاں کا خریدار اسے لے لے، ورنہ حسرت کے ساتھ تکتے رہ جاؤ گے اور سودا نہیں بکے گا۔

☆ حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’لوگو! اپنے قلوب کی اصلاح کرلو۔ افسوس! تم وعظ اور ذکر کی مجلسوں میں سیر کرنے کے لیے آتے ہو، علاج و معالجہ کے لیے نہیں آتے۔ مذاق اڑانے، ہنسنے اور کھیلنے آتے ہو، رونے نہیں آتے‘‘۔

☆ ایک اور مقام پر فرمایا:

’’اپنی عادت کے قیدی نہ بنو، یہ قید تمہیں آزادی کے مرتبے سے دور لے جائے گی۔ پہلے اپنے نفس کو نصیحت کرو تاکہ دوسروں کو نصیحت کرنے کے قابل ہوسکو‘‘۔

خود جو ڈوبا جا رہا ہو وہ کسی اور کو کیا بچائے گا۔ جو خود نابینا و اندھا ہو، وہ راہ دکھانے کے لیے کسی اور کا ہاتھ کیا تھامے گا۔ دریا سے ڈوبنے والوں کو وہی نکال سکتا ہے جو خود ڈوبنے سے بچا ہوا ہو۔ اللہ کی طرف لوگوں کو وہی پہنچا سکتا ہے جو خود معرفت حاصل کر چکا ہو۔ راستہ وہی بتا سکتا ہے جو سیدھے راستے پر خود جا رہا ہو۔

☆ توحید و شرک کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

بندے تجھ پر افسوس کہ تیری زبان پر توحید ہے اور تیرے قلب کے کوٹھے میں شرک ہے۔ تیری زبان پر تقویٰ ہے اور تیرے دل کے کوٹھے کے اندر فسق و فجور ہے۔ ظاہر و باطن کو ایک کرلے۔ اگر ظاہر و باطن ایک ہو جائے تو اس ظاہر و باطن کی موافقت کا نام ولایت ہے۔ اسی موافقت کا نام تصوف اور فقر ہے۔

☆ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کوئی شخص آپؓ کا مرید بھی نہ ہو، آپ سے بیعت بھی نہ کر سکا ہو، آپ سے خرقہ بھی نہ پہن سکا ہو یعنی یہ تقاضا بھی پورا نہ کیا ہو مگر آپ سے محبت کرے اور آپ کا ارادہ رکھے تو اس کا حال کیا ہوگا؟ فرمایا:

’’جس نے میرے ہاتھ پر بیعت بھی نہیں کی اور جس نے میرا خرقہ بھی نہیں پہنا مگر مجھ سے محبت اور اخلاص کے ساتھ اور میری تعلیمات پر عمل کے ساتھ میری طرف ارادہ کیا، قیامت کے دن وہ میرے مریدوں میں شامل ہوگا‘‘۔

صاحب کلائد الجواہر فرماتے ہیں کہ حضور غوث الاعظمؓ نے یہاں تک فرمایا کہ کوئی میرے مدرسہ کے سامنے سے گزر جائے اور محبت کی ایک نگاہ سے میرے مدرسہ کے در و دیوار کو دیکھ لے تو قیامت کے دن اللہ اس کے عذاب میں بھی تخفیف کر دے گا۔

☆ اپنے ساتھ محبت کرنے والوں اور مریدین کی دست گیری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضور غوث الاعظمؓ نے فرمایا:

لو کان مریدی فی المشرق وانا بالمغرب لسترته

’’اگر میرا مرید مشرق میں ہو اور اس کا ستر کھل جائے اور میں مغرب میں ہوں تو میں مغرب میں ہوکر بھی مشرق میں موجود اپنے مرید کی ستر پوشی کروں گا‘‘۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

’’جو میرے ساتھ منسلک ہیں اور میرے ساتھ ان کی نسبت ہے اور میرے طریق پر چلتے ہیں، میری تعلیم پر عمل کرتے ہیں تو میں ہمہ وقت ان کی بخشش اور مغفرت کے لیے اللہ کے حضور التجائیں کرتا رہتا ہوں اور ان کے لیے وسیلہ بنتا رہتا ہوں‘‘۔

حضور سیدنا غوث اعظمؓ اور جمیع اولیاء وصوفیاء کے اقوال، تلقینات اور تعلیمات کا مضمون اصلاحِ ظاہر و باطن ہی ہے۔ اس لیے کہ ایک ہی نور سے یہ ساری شمعیں روشن ہیں۔

حقیقتِ ولایت اور تعلیماتِ غوث الاعظمؓ کے حوالے جو کچھ بیان کیا گیا، یہ کل تصوف کا نچوڑ ہے اور تمام اولیاء خواہ اُن کا تعلق کسی بھی سلسلۂ طریقت سے ہو، اسی تصوف و روحانیت کے امین ہیں اور تمام حضور غوث الاعظمؓ کے فیض سے ہی مستفیض ہو رہے ہیں۔

اللہ کے مقرب بندے قابلِ توسل ہیں

آپ ﷺ نے حضرت حمزہؓ کی شہادت پر ”یا کاشف الکربات“ کے الفاظ استعمال کیے

المدد یا غوث، غوث الاعظم کے الفاظ کے استعمال کی شرعی حیثیت

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی

سوال: کیا غوث الاعظم دستگیر کہنا شرک ہے؟

جواب: المدد یا غوث اعظم یا غوث الاعظم دستگیر کہنا شرعاً جائز ہے، شرک نہیں ہے۔ کہنے والا یقین سے جانتا ہے کہ مدد درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی فرمانے والا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اپنے چچا سیدنا حضرت حمزہؓ کی غزوہ احد میں شہادت پر اس قدر روئے کہ انہیں ساری زندگی اتنی شدت سے روتے نہیں دیکھا گیا۔ پھر حضرت حمزہؓ کو مخاطب کر کے فرمانے لگے :

یا حمزۃ یا عم رسول اللہ اسد اللہ واسد رسولہ یا حمزۃ یا فاعل الخیرات! یا حمزۃ یا کاشف الکربات یا ذاب عن وجہ رسول اللہ. (المواہب اللدنیہ، ۱:۲۱۲)

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا حضرت حمزہ کی شہادت کے بعد ان کے لیے ”یا کاشف الکربات (اے تکالیف کو دور کرنے والے)“ کے الفاظ کا استعمال واضح کررہا ہے کہ اگر اِن الفاظ یا اس جیسے الفاظ میں شرک میں ذرہ برابر بھی شبہ ہوتا تو آپ اس طرح نہ کرتے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے پیارے اور مقرب بندے قابلِ توسل ہیں۔

لہذا یہ جائز ہے لیکن خیال رہے کہ حقیقی مستعان فقط صرف اللہ ہی ہے اور اولیائے کرام فقط وسیلہ ہیں۔

حضور غوث الاعظمؒ اور دیگر اولیائے کرام اللہ تعالیٰ کی مدد کے مظاہر اور وسیلہ ہیں۔ ہم عام معمول کی زندگی میں ایک دوسرے سے مدد مانگتے اور ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں لیکن اس عمل کو کسی طور شرک قرار نہیں دیتے۔ ہر ایک چیز پر شرک کے فتوے لگانے والوں کو شرک کا پیمانہ بھی ایک رکھنا چاہیے، کیا جو چیز نبی اور ولی سے مانگنا شرک ہے، وہی چیز دوسروں سے مانگنا شرک نہیں؟

مزید وضاحت کے لیے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی درج ذیل کتابیں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ مسئلہ استغاثہ اور اس کی شرعی حیثیت

۲۔ مسئلہ استغاثہ ۳۔ عقیدۂ توسل

سوال: غوث، قطب، ابدال اور اوتاد ہمارے نظامِ زندگی میں کیا کردار ادا کرتے ہیں؟

جواب: حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ نے لکھا ہے کہ ابدال کی خبر احادیث میں ہے اور ان کا وجود درجۂ یقین تک پہنچا ہے۔

علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ سب سے واضح روایت ابدال کے بارے میں ہے، جو کہ امام احمد ابن عباد نے شرح ابن عبید سے روایت کی ہے :

حضرت علی کرم وجہہ اللہ سے مروی ہے کہ اہل شام پر لعنت نہ کرو کیونکہ ان میں چالیس ابدال رہتے ہیں۔ ان کی برکت سے بارش ہوتی ہے اور ان سے دین کو مدد ملتی ہے۔

امام سیوطی نے لکھا ہے کہ حضرت علی کرم وجہہ اللہ کی

روایت جو امام احمد نے نقل کی ہے اس کی سند دس سے زائد طرق سے ملتی ہے۔

علامہ خطیب بغدادی نے کتاب ''تاریخ بغداد'' میں لکھا ہے کہ زمین پر ایک وقت میں 100 نقباء، 70 نجباء، 40 ابدال اور 7 اوتاد ہوتے ہیں، جبکہ 3 قطب اور قطب الاقطاب یا غوث ایک ہوتا ہے۔ غوث ان سب کا سردار ہوتا ہے اور حضور اکرم ﷺ کا باطنی جانشین یا خلیفہ ہوتا ہے۔

حضرت ابونعیم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

روئے زمین پر اللہ کے ایسے خاص بندے ہوتے ہیں جن کی دعا و برکت سے اللہ تعالیٰ لوگوں پر رحم فرماتا ہے، آسمان سے بارش اور زمین سے فصل وغیرہ ان کی دعا سے اُگتی ہے۔ یہ لوگ دنیا کے لیے باعث امن ہیں۔

عبادہ بن صامت سے روایت کرتے ہیں کہ سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں قیامت تک چالیس آدمی ایسے رہیں گے جن کی وجہ سے زمین و آسمان کا نظام قائم رہے گا۔

سوال: شریعت اور طریقت کے مفاہیم کی وضاحت فرمادیں؟

جواب: لفظ شریعت کا مادہ ش۔ر۔ع ہے اور اس کا لغوی معنی ہے وہ سیدھا راستہ جو واضح ہو۔ جبکہ اصطلاحی معنی یہ ہے:

من سَنّ الله من الدّين للعباد و امر به.

بندوں کے لئے زندگی گزارنے کا وہ طریقہ جسے اللہ تعالیٰ نے تجویز کیا اور بندوں کو اس پر چلنے کا حکم دیا (جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰہ اور جملہ اعمال صالحہ)۔

(ابن منظور، لسان العرب، ۸: ۱۷۵)

لغت کی کتاب مختار الصحاح میں شریعت کے اصطلاحی معنی یہ درج ہیں:

شریعت سے مراد وہ احکام ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے بطور ضابطۂ حیات جاری فرمائے ہیں۔

(عبدالقادر الرازی، مختار الصحاح ۴۷۳)

اس سے معلوم ہوا کہ شرع اور شریعت سے مراد دین کے وہ معاملات و احکامات ہیں، جو اللہ نے بندوں کے لئے بیان فرما دیے اور جو حضور نبی اکرم ﷺ کے عطا کردہ ضابطۂ حیات سے ثابت ہیں۔ شریعت سے اوامر ونواہی، حلال وحرام، فرض، واجب، مستحب، مکروہ، جائز و ناجائز اور سزا و جزا کا ایک جامع نظام استوار ہوتا ہے۔ شریعت ثواب وعذاب، حساب وکتاب کا علم ہے۔ شریعت کے اعمال دین کے اندر ظاہری ڈھانچے اور جسم کی حیثیت رکھتے ہیں۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ العالی فرماتے ہیں:

شریعت دراصل قرآن وسنت پر مبنی اوامر ونواہی کا وہ نظام ہے، جو انفرادی اور اجتماعی زندگی کے عمل کو منظم اور منضبط کرتا ہے۔

طریقت: طریقت درحقیقت شریعت ہی کا باطن ہے۔ شریعت جن اعمال و احکام کی تکمیل کا نام ہے، ان اعمال و احکام کو حسنِ نیت اور حسنِ اخلاص کے کمال سے آراستہ کر کے نتائجِ شریعت کو درجۂ احسان پر فائز کرنے کی کوشش علم الطریقت اور تصوف کی بنیاد ہے۔

شیخ احمد سرھندی اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

شریعت وحقیقت ایک دوسرے کا بالکل عین ہیں اور حقیقت میں ایک دوسرے سے الگ اور جدا نہیں ہیں۔ فرق صرف اجمال وتفصیل، کشف و استدلال، غیابت وشہادت اور عدمِ تکلّف کا ہے۔

(شیخ احمد سرہندی، مکتوبات امام ربانی، ۲: ۲۵۵)

اس کو ایک مثال کے ذریعے یوں سمجھ لیجئے:

اگر کوئی شخص ظاہری شرائط و ارکان کے مطابق نماز ادا کرتا ہے تو فرضیت کے اعتبار سے اس کی نماز ادا تو ہو جائے گی لیکن اس کے باطنی تقاضے پورے نہیں ہوں گے اس لیے کہ نماز میں جس طرح اس کا چہرہ کعبہ کی طرف ہوتا ہے اسی طرح ضروری ہے کہ اس کے قلب و روح کا قبلہ بھی ربِ کعبہ کی طرف ہو اور جسم کے ساتھ ساتھ اس کا قلب اور روح بھی خالقِ حقیقی کی طرف متوجہ ہو۔ یہ قلبی اور باطنی کیفیات ہیں، جس سے

بندے کو روحانی مشاہدہ نصیب ہوتا ہے اور ایمان اور اسلام دونوں کو جلا ملتی ہے۔

تصوف کا منشاء انہی روحانی کیفیات کو اجاگر کرنا ہے۔ اس روحانی ترقی اور فروغ کے لئے جو طریقے اہل اللہ نے وضع کیے ہیں انہیں طریقت کہتے ہیں۔ ان طریقوں کو اصطلاحاً علم التزکیہ وعلم التصوف بھی کہتے ہیں۔ وہ بزرگ ہستیاں جنہوں نے قلب و باطن کی تطہیر اور اصلاح وتصفیہ کی خیرات اخلاق و روحانی تربیت سے امتِ مسلمہ میں تقسیم کی وہ صوفیائے کرام اور اولیاء اللہ کہلاتے ہیں۔

سوال: کیا کوئی صوفی بزرگ اسلام کی بنیادی تعلیمات سے مبرا ہوسکتا ہے؟

جواب: شریعت کے بغیر معرفت نہیں ہوسکتی اور بغیر شریعت کے معرفت کا دعوی کرنے والا شخص جھوٹا ہوتا ہے۔

کوئی بھی کامل ولی، صوفی بزرگ تارکِ نماز نہیں ہوسکتا۔ جو تارکِ نماز ہو یا شریعت پر عمل پیرا نہ ہو یا ارکانِ اسلام پر عمل پیرا نہ ہو، تو وہ شخص ولی اور صوفی نہیں ہوسکتا۔ایسا شخص جھوٹا ہے اور لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ اور اگر کوئی شریعت کی مخالفت کر رہا ہے تو وہ شیطان ہے۔ یعنی ولایت اور تصوف کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ انہیں نماز پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں، وہ گناہوں سے پاک ہیں، نہ اسلام کے بنیادی ارکین پر پابندی کی کوئی ضرورت نہیں، تو ایسے لوگ شیطان کے دوست ہیں۔ شیطان کی پیروی اور اتباع کرنے والے ہیں۔ اللہ کے ولی نہیں ہوسکتے۔

اسلام کے اندر کوئی بھی ایسا شخص نہیں کہ وہ اس مقام پر فائز ہو کہ اس پر نماز پڑھنا فرض نہ ہو یا شریعت پر عمل کرنا فرض نہ ہو۔ جب حضور ﷺ کو نماز معاف نہیں ہوئی تو پھر کسی امتی پر نماز کیسے معاف ہوسکتی ہے؟ ایسا کہنے والے کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ اسلام اور تصوف کو بدنام کرنے والے ہیں۔ اولیا اور صوفیائے کرام کے اوصاف اور خصوصیات قرآن وحدیث سے ثابت ہیں کہ ایسے لوگ ہر وقت یادِ الٰہی میں مصروف رہتے ہیں۔

سوال: کیا شریعت کے بغیر محض طریقت پر عمل کرنا کافی ہے؟

جواب: نہیں ہرگز نہیں! شریعت کے بغیر طریقت کی راہ پر ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکتے۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ دین میں ملحد و زندیق ہیں۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا اگر کوئی جھوٹا مبلغ، صوفی یا جعلی پیر نہ صرف خود جہنمی ہے بلکہ دوسروں کو بھی جہنم میں لے جا رہا ہے۔ ایسے آدمی کی صحبت سے بچنا چاہیے کیونکہ شریعت اور اسلام میں کسی شخص کے لئے کوئی استثنٰی اور چھوٹ نہیں۔ علمِ باطن وہی قابلِ قبول ہے جو شرعی علم ظاہر کا پابند ہو۔ ظاہر و باطن لازم وملزوم ہیں۔ مثلاً: جب کوئی چوری کرتا ہے تو وہ گناہ ایک سیاہ نقطے کی طرح اس کے قلب پر لگ جاتا ہے اور اس کا جو نقش انسان کے دل اور روح پر ثبت ہوتا ہے اور جو کیفیات اس کے اندر مرتب ہوتی ہیں اسے باطن سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ باطن ظاہر سے نکلا ہے۔ اسی طرح جب ہم نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں، حج اور عمرہ ادا کرتے ہیں۔ الغرض جو بھی نیک عمل کرتے ہیں اس کا اثر قلب و روح پر ہوتا ہے اور اس کا عمل ایک نور بن جاتا ہے، جس سے اس کا دل منور ہو جاتا ہے۔ یہی اس عمل کا باطن ہے، اس سے ظاہر اور باطن کے تعلق کا پتا چلتا ہے اگر ظاہر ہی نہ ہو تو باطن کہاں سے آئے گا۔

اس نکتے کو پھلوں کی مثال سے بھی سمجھا جا سکتا ہے۔ مثلاً: کیلے کے اوپر چھلکا ہوتا ہے وہ اس پھل کا ظاہر ہے۔ اب اگر کوئی کہے کہ میں تو ظاہر کو مانتا ہی نہیں اور چھلکے کے بغیر کیلے خریدوں گا تو اس کا پھل جلد ضائع اور خراب ہوجائے گا کیونکہ اب اس پھل پر ظاہر کی حفاظت کا خول نہیں رہا۔ لہٰذا جس باطن پر ظاہر کی حفاظت نہ رہے وہ خراب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جو شریعت کے ظاہری احکام و امور کی اتباع سے ہٹ گیا تو یوں سمجھئے کہ اس کا باطن بگاڑ کا شکار ہو گیا۔ جب تک کوئی راہِ تصوف و طریقت میں ظاہر یعنی شریعت کا ظاہری اتباع پوری پابندی سے ملحوظ نہ رکھے، اس وقت تک اس کا باطن پاک و صاف اور نورانی ہو ہی نہیں سکتا۔

❁❁❁❁❁

صالحین کا کردار اور اس کے اثرات

اولیاء و صلحاء خواہشاتِ نفسانی سے مکمل اجتناب کرتے ہیں

خواہشاتِ نفسانی کی نفی کرنے والوں کا سینہ فراخ اور چہرہ پرُنور ہو جاتا ہے

ڈاکٹر محمد ارشد نقشبندی

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور محبوب بندوں میں سے ایک طبقہ صالحین کا ہے۔ صالحین کے نام سے ظاہر ہے کہ ان افراد کی زندگی اعمالِ صالحہ سے عبارت ہوتی ہے۔ وہ بطورِ عادت خواہشاتِ نفس کی بجائے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی پیروی کرتے ہیں۔ اس مضمون میں صالحین کی سیرت و کردار کے بنیادی اوصاف اور ان کے اثرات کا ذکر کیا جائے گا تاکہ اس سے جہاں ہمارے اندر صالحین کی صفات پیدا ہوں وہاں ان کے اقوال و اعمال کی اتباع اور صحبت سے بھی اپنے آپ کو فیضیاب کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔

ذیل میں قرآن حکیم اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں صالحین کے اوصاف کا ذکر درج کیا جارہا ہے:

ا۔ خواہشاتِ نفسانیہ سے اجتناب

اولیاء وصلحاء کی بنیادی اور ابتدائی صفت یہ ہے کہ وہ خواہشاتِ نفسانی سے مکمل طور پر اجتناب کرتے ہیں۔ صالحین اپنی نفسانی خواہشات کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کے تابع کردیتے ہیں، اس لیے کہ انہیں معلوم ہوتا ہے کہ خواہشات نفس کی پیروی گویا انہیں معبود قرار دینا ہے۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

اَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰهُ. (الفرقان، ۲۵:۴۳)

’’کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہشِ نفس کو اپنا معبود بنا لیا ہے‘‘۔

حضور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ خواہشاتِ نفس کو ترک کرنے کی علامت یوں بیان کرتے ہیں:

’’نفع ونقصان، دفعِ ضرر وشر، اسبابِ دنیوی اور جدوجہد کے تمام معاملات میں اپنی ذات پر بھروسہ کرنے کے بجائے ان امور کو کلی طور پر اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیا جائے اور اسی کو قاضی الحاجات سمجھا جائے۔ خدا کو مختارِ کل نہ سمجھ کر اپنے نفس پر اعتماد کرلینا ہی شرک ہے‘‘۔

اس کے بعد مزید فرماتے ہیں:

’’خواہشاتِ نفسانی کی نفی سے اللہ تعالیٰ کا فعل تجھ پر جاری ہوگا اور افعالِ الٰہی کے نافذ ہوتے وقت تیرے اعضاء ساکن و غیر متحرک ہوں گے۔ قلب مطمئن ہوگا، سینہ فراخ و کشادہ ہوگا۔ چہرہ روشن و پرنور ہوگا اور تو تعلق باللہ کی روحانی توانائی پاکر کائنات کی تمام چیزوں سے بے نیاز ہوجائے گا‘‘۔ (فتوح الغیب:۱۵)

سو صالحین خواہشاتِ نفس کی پیروی سے مکمل اجتناب کرتے ہیں کیونکہ یہی خواہشات قتل، زنا، جھوٹی گواہی سمیت تمام گناہوں کی بنیاد ہیں۔

۲۔ دعا ومناجات

اولیاء وصلحاء کا اللہ تعالیٰ کی ذات سے بڑا گہرا تعلق ہوتا ہے۔ وہ ہر قدم اور ہر مرحلہ پر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے بندے تکبر سے خالی ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو کمتر اور اللہ تعالیٰ کو برتر اور اعلیٰ سمجھتے ہوئے اس سے دعا ومناجات کا رشتہ استوار

کرتے ہیں۔ قرآن حکیم کے الفاظ یہ ہیں:

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ .

’’اور (یہ) وہ لوگ ہیں جو (ہمہ وقت حضورِ باری تعالیٰ میں) عرض گزار رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! تو ہم سے دوزخ کا عذاب ہٹا لے‘‘۔

حضور سیدنا غوث الاعظمؓ (فتوح الغیب:۱۱۳) فرماتے ہیں:

’’یہ کبھی نہ کہہ میں اللہ سے سوال نہیں کروں گا کیونکہ سوال اگر معیوب و ممنوع ہے تو مخلوقات کے سامنے ہے، نہ کہ خالق و پروردگار کے سامنے۔ اللہ تعالیٰ سے اپنی تمام حاجات و ضروریات کے لیے سوال کرنا اور پے در پے سوال کرنا بندہ کے لیے موجبِ سعادت ہے اور توحید و ایمان کا واضح ثبوت ہے‘‘۔

۳۔ اعلیٰ اخلاق کے حامل

صالحین کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ بلند اخلاق کے حامل ہوتے ہیں۔ ان کی بعض اخلاقی اقدار کے بارے قرآن حکیم کے الفاظ یہ ہیں:

وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا. (الفرقان، ۲۵:۶۳)

’’اور (خدائے) رحمان کے (مقبول) بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب ان سے جاہل (اکھڑ) لوگ (ناپسندیدہ) بات کرتے ہیں تو وہ سلام کہتے (ہوئے الگ ہو جاتے) ہیں‘‘۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا. (الفرقان، ۲۵:۷۲)

’’اور (یہ) وہ لوگ ہیں جو کذب اور باطل کاموں میں (قولاً اور عملاً دونوں صورتوں میں) حاضر نہیں ہوتے اور جب بیہودہ کاموں کے پاس سے گزرتے ہیں تو (دامن بچاتے ہوئے) نہایت وقار اور متانت کے ساتھ گزر جاتے ہیں‘‘۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ کے بندے تکبر و رعونت والے نہیں ہوتے بلکہ منکسر المزاج ہوتے ہیں۔ اس کا اظہار ان کے چلنے کے انداز سے ہوتا ہے۔ ایک اور صفت یہ ہے کہ وہ جاہلوں سے نہیں الجھتے بلکہ جاہلوں کے الجھنے کی صورت میں بھی وہ ان کا جواب نہیں دیتے بلکہ ان کے لیے سلامتی کی دعا کرتے ہوئے ان سے کنارہ کشی کرتے ہیں۔ اسی طرح باطل اور جھوٹی مجالس سے احتراز کرتے ہیں اور جب بے ہودہ اور لغو کاموں کے پاس سے گزرتے ہیں تو دامن بچاتے ہوئے نہایت وقار و متانت سے گزر جاتے ہیں۔

حضور غوث الاعظمؓ تکبر کی بابت فرماتے ہیں:

’’تیرا اپنی نیکیوں پر اترانا، ان نیکیوں کو اپنے نفس سے منسوب کرنا اور خلقِ خدا میں اپنی راست بازی پر فخر کرتے پھرنا صریحاً شرک اور گمراہی ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ صراطِ مستقیم پر گامزن ہونے اور نیکیوں کی توفیق اللہ تعالیٰ ہی کی تائید و توفیق اور فضل و کرم سے ہے‘‘۔ (فتوح الغیب:۱۴۰)

معلوم ہوا کہ صالحین منکسر المزاج ہوتے ہیں اور ان کے جملہ اقوال و افعال تکبر سے محفوظ ہوتے ہیں۔

۴۔ استقامت

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کی ایک صفت استقامت ہے۔ اس کو قرآن حکیم ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا . (حم السجدۃ، ۴۱:۳۰)

’’بے شک جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے، پھر وہ (اِس پر مضبوطی سے) قائم ہوگئے، تو اُن پر فرشتے اترتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ تم خوف نہ کرو اور نہ غم کرو‘‘۔

اس آیت میں استقامت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے کہ موافق و مخالف حالات میں کسی کام پر ڈٹ جانا استقامت کہلاتا ہے۔ حدیث پاک میں دائمی عمل کو پسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔

امام بخاریؒ احب الدين الى الله ادومه کے باب کے تحت ایک حدیث بیان فرماتے ہیں:

وماكان احب الدين اليه مادام عليه صاحبه.

(بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، ۱:۱۱)

’’اور اللہ کے ہاں دین میں پسندیدہ تر وہ عمل ہے جس کا کرنے والا اس کو دائمی طور پر کرے‘‘۔

کتاب و سنت سے معلوم ہوا کہ استقامت کو دین میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ انبیاء کرام میں استقامت بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔ اسی طرح اولیائے کرام میں بھی صفتِ استقامت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مشکلات و مصائب ان ہستیوں کے پائے استقامت میں لغزش پیدا نہیں کرتے۔ راہِ حق میں ایسی استقامت ان کے بلند کردار کی دلیل ہوتی ہے۔ تصوف میں استقامت کو کرامت سے بڑھ کر تسلیم کیا جاتا ہے۔ صوفیاء کے ہاں اس ضابطے کو الاستقامۃ فوق الکرامۃ (استقامت کرامت پر فوقیت رکھتی ہے) کے الفاظ کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔

۵۔ تقویٰ

سورہ یونس میں اولیاء اللہ کی بنیادی صفت تقویٰ کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ. الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ. لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ط لَا تَبْدِیْلَ لِكَلِمٰتِ اللهِ ط ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ. (یونس، ۱۰: ۶۲۔ ۶۴)

’’خبردار! بے شک اولیاء اللہ پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ رنجیدہ و غمگین ہوں گے۔ (وہ) ایسے لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (ہمیشہ) تقویٰ شعار رہے۔ ان کے لیے دنیا کی زندگی میں (بھی عزت و مقبولیت کی) بشارت ہے اور آخرت میں (بھی مغفرت و شفاعت کی/ یا دنیا میں بھی نیک خوابوں کی صورت میں پاکیزہ روحانی مشاہدات ہیں اور آخرت میں بھی حُسنِ مطلق کے جلوے اور دیدار)، اللہ کے فرمان بدلا نہیں کرتے، یہی وہ عظیم کامیابی ہے‘‘۔

اس آیت میں اولیاء اللہ کی دو بنیادی صفات ایمان اور تقویٰ کا ذکر ہے۔ کانوا یتقون گرائمر کے اعتبار سے ماضی استمراری (گزشتہ زمانے میں کسی کام کا لگا تار پایا جانا) ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ ان کی پوری زندگی تقویٰ سے عبارت ہوتی ہے۔ کسی عمل کے لگاتار اور تسلسل کے ساتھ ہونے کو ہی سیرت و کردار سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ وگرنہ نمود و نمائش کے لیے کبھی کبھی کوئی تقویٰ والا عمل کر لینا اور عمومی زندگی میں خلافِ تقویٰ اعمال کرنا قرآن مجید کے مقصد کو پورا نہیں کرتا۔ علاوہ ازیں تقویٰ میں کفر و شرک، کبائر و صغائر اور مشکوک امور سے اجتناب بھی شامل ہے۔ ایسے تمام امور سے بچتے ہوئے زندگی گزارنا ولایت کے لیے بنیادی شرط ٹھہرتی ہے۔

حضور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ تقویٰ کی بابت فرماتے ہیں:

’’راہِ سلوک میں پہلا قدم ’’تقویٰ‘‘ ہے اور دوسرا قدم ’’حالتِ ولایت‘‘ ہے اور جب تک مکمل تقویٰ اختیار نہ کیا جائے، درجہ ولایت کی تحصیل ناممکن ہے‘‘۔ (فتوح الغیب: ۴۰)

حضرت بایزید بسطامی کے نزدیک ولایت کا معیار تو سراسر اتباعِ شریعت، اوامر و نواہی کی پابندی، حدودِ الٰہی کی محافظت اور اتباعِ سنت ہے۔

المختصر یہ کہ خواہشاتِ نفسانیہ سے اجتناب، عبادت و ریاضت، میانہ روی، غور و فکر، دعا و مناجات، اعلیٰ اخلاق، استقامت اور تقویٰ جیسی صفات سے صالحین کا کردار تشکیل پاتا ہے۔

اوصافِ حمیدہ کے شخصیت پر اثرات

مذکورہ اوصاف کے حامل افراد کی شخصیت پر ان اوصاف کے اثرات نمایاں ہوتے ہیں اور ان کی اِن صفات کے باعث افراد معاشرہ بھی فیضیاب ہوتے ہیں۔ سو انسانیت کی راہنمائی و ہدایت کے لیے ان کا کردار بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ ذیل میں صالحین کی سیرت و کردار کے اثرات کو بیان کیا جارہا ہے:

۱۔ قوائے حواس میں اضافہ

اولیاء و صالحین عبادت، ریاضت اور تقویٰ و ورع کے سبب اس مرتبہ و مقام پر پہنچ جاتے ہیں کہ ان کے حواس کی قوتوں میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جن چیزوں کے ذریعے بندہ مجھ سے نزدیک ہوتا ہے ان میں سب سے زیادہ محبوب چیز میرے نزدیک فرائض ہیں اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میری طرف ہمیشہ قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں۔ اس کے بعد فرمایا:

فاذا احببته فكنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصربه ویده التی یبطش بها ورجله التی یمشی بها. (بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الرقاق، ۲:۹۶۳)

’’سو جب میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان ہوجاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہوجاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے‘‘۔

امام فخرالدین رازیؒ اس حدیثِ قدسی کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب اللہ کے جلال کا نور اس کی سمع ہوجاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کی آوازوں کو سن لیتا ہے اور جب یہی نور اس کا بصر ہوگیا تو وہ دور و نزدیک کی چیزوں کو دیکھ لیتا ہے اور جب یہی نورِ جلال اس کا ہاتھ ہوجائے تو یہ بندہ مشکل اور آسان، دور اور نزدیک چیزوں میں تصرف کرنے پر قادر ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ صاحبانِ تقویٰ کو خصوصی فہم و فراست سے نوازتا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا .

’’اے ایمان والو! اگر تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو گے (تو) وہ تمہارے لیے حق و باطل میں فرق کرنے والی حجت (و ہدایت) مقرر فرما دے گا‘‘۔ (الانفال، ۸:۲۹)

حدیث پاک میں مومن کی فراست کا ذکر یوں ہے:

اتقوا فراسة المومن فانه ینظر بنور الله.

’’تم مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے‘‘۔ (ترمذی، الجامع، ابواب التفسیر، ۲:۱۴۵)

گذشتہ بحث سے معلوم ہوا کہ صالحین کے کان، آنکھ، ہاتھ اور پاؤں کی قوت میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ اسی طرح ان کی فراست و بصیرت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے ان کو حق و باطل میں فرق کرنے کی قوت اور دیگر معاملات میں فیصلہ کن بصیرت مل جاتی ہے۔

۲۔ مستجاب الدعوات

اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو یہ مقام عطا فرماتا ہے کہ وہ جو بھی دعا کریں قبول کی جاتی ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان من عباد الله لو اقسم علی الله لا بره.

(بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الصلح، ۱:۳۷۲)

’’بلاشبہ اللہ کے بندوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ کی قسم اٹھا کر کوئی بات کردیں تو اللہ اسے ضرور پورا کرتا ہے‘‘۔

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

رب اشعث مدفوع بالابواب لو اقسم علی الله لا بره.

(مسلم، الجامع الصحیح، کتاب البر، ۲:۳۲۹)

’’بہت سے بکھرے بالوں والے جن کو دروازوں سے دھکے دیئے جاتے ہیں اگر وہ اللہ کی قسم اٹھا کر کوئی بات کریں تو اللہ اسے ضرور پورا کرتا ہے‘‘۔

گویا ایسے لوگ بھی ہیں جن کی ظاہری حالت دیکھ کر انہیں دروازوں سے دھکے دے کر نکال دیا جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا مقام و مرتبہ اس قدر بلند ہوتا ہے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کوئی بات کردیں تو اللہ تعالیٰ ان کے قول کی لاج رکھتے ہوئے اسے ضرور پورا کرتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی حدیثِ قدسی کے آخر میں یہ الفاظ ہیں:

وان سالنی لاعطینه وان استعاذنی لاعیذ به.

(بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الرقاق، ۲:۹۶۳)

’’اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگ کر کسی بری چیز سے بچنا چاہے تو میں ضرور اسے بچاتا ہوں‘‘۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ذاتِ باری تعالیٰ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

’’اے فرزندِ آدم! میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، میں جس چیز کو حکم دیتا ہوں: ’’ہوجا‘‘، وہ یقیناً ہوجاتی ہے۔ پس تو میری اطاعت اختیار کر، پھر میں تجھے بھی ایسا ہی بنادوں گا کہ تو جس چیز کو حکم دے گا کہ ’’ہوجا‘‘ وہ ہوجائے گی اور اذنِ الٰہی سے عالمِ وجود میں آئے گی اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء، صدیقین، اولیاء اور خواص بنی آدم کو ایسی ہی روحانی قوتوں کا حامل بنایا ہے‘‘۔ (فتوح الغیب: ۳۶)

سو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی صفت ’’کن فیکون‘‘ کا

فیض عطا کرتا ہے اور اس کے بندے جب کسی چیز کے بارے کہتے ہیں کہ ''ہوجا'' تو وہ چیز اللہ کے اذن سے ''ہوجاتی'' ہے۔ اس بحث سے ثابت ہوا کہ اولیاء و صالحین کی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ شرفِ قبولیت عطا فرماتا ہے۔ گویا ان کو ''مستجاب الدعوات'' کا رتبہ مل جاتا ہے۔

۳۔ فیضِ صحبت

اولیاء و صالحین کی شخصیات اس قدر مؤثر ہوتی ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والے افراد بہت سی روحانی نعمتوں سے مالا مال ہوجاتے ہیں اور یوں ان کی صحبت میں بیٹھنے والے اپنی بدبختیوں کو خوش بختیوں میں بدل لیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صادقین کی معیت کا حکم دیا ہے۔ قرآن حکیم کے الفاظ یہ ہیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ.

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اہلِ صدق (کی معیت) میں شامل رہو''۔ (التوبۃ، ۹:۱۱۹)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی روایت میں اولیاء وصلحاء کے ہم نشین افراد کو ملنے والے فیض کے بارے میں یوں بیان کیا گیا ہے:

هم الجلساء لا يشقى جليسهم.

(بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الدعوات، ۲:۹۴۸)

''وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والے بدبخت نہیں رہتے''۔

اس حدیث پاک میں صالحین کی صحبت کے فیوضات کو بیان کیا گیا ہے کہ ان کے پاس بیٹھنے والے بدبخت نہیں رہتے اور ان کے وہ اعمال جو قبولیت کے اہل نہ تھے، قبول کرلیے جاتے ہیں۔

ایک اور حدیث پاک میں ''الجليس الصالح'' نیک ساتھی کی صحبت کے فیضان کو خوشبو اور عطر بیچنے والے کی مثال دے کر سمجھایا گیا کہ جیسے خوشبو والے کے پاس بیٹھنے والا اس سے خوشبو نہ بھی خریدے تب بھی اس کی خوشبو سے فیضیاب ہوتا ہے مگر اس صورت میں خوشبو عارضی ہوتی ہے اور اس سے خریدنے کی صورت میں مستقل طور پر خوشبو سے فیضیاب ہونے کے مواقع میسر آتے رہتے ہیں۔ ایسے ہی صالحین کی صحبت میں بیٹھنے والے اگر ان کی اقتداء کرتے ہوئے نیک اعمال کرنا شروع کردیں اور برے اعمال ترک کردیں تو وہ مستقل طور پر صحبت سے فیض حاصل کرنے والے بن جائیں گے اور اگر کوئی شخص اس فیض سے بہرہ ور نہ ہوسکے تو وہ صالحین کی صحبت کے اوقات میں برے اعمال سے محفوظ رہے گا اور اسے اصلاحی گفتگو سننے کا موقع بھی میسر آئے گا۔ مؤخرالذکر صورت صحبتِ صالحین سے عارضی اور وقتی فیضان کی ہے۔ تاہم یہ امید ہوتی ہے کہ یہ عارضی فیضان مستقل فیضان میں تبدیل ہوجائے گا۔

۴۔ کشف و کرامات کا ظہور

اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو اسرار اور باطنی علوم سے نوازتا ہے۔ اسی طرح خلافِ عادت واقعات کو ظہور میں لانے کی قوت و صلاحیت بھی عطا فرماتا ہے جسے عرف میں کرامت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اولیاء اللہ سے کرامات کا ظہور حق ہے۔ کتب عقائد میں ہے:

كرامات الاولياء حق. (شرح عقائد نسفی: ۴۵۰)

''اولیاء کی کرامات حق ہیں''۔

کرامات اولیاء کتاب و سنت، آثار صحابہ اور اجماع سے ثابت ہیں۔ صوفیاء کی کرامات پر علماء نے مستقل کتب بھی تحریر کی ہیں۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کشف اور کرامات کے ظہور کی وجہ خواہشاتِ نفس سے اجتناب کو قرار دینے کے بعد فرماتے ہیں:

''اس وقت علوم لدنیہ اور اسرارِ الٰہی تجھ پر منکشف کیے جائیں گے اور تجھے حریم کبریا کا غلام بنایا جائے گا اور پھر اس مرتبہ ولایت پر تکوین یعنی عجائب وغرائب اشیاء کو ظہور میں لانے اور خرقِ عادات کی قوت و صلاحیت تجھے عطا فرمائی جائے گی۔ اس رتبہ ولایت پر تو محسوس کرے گا کہ گویا تو ایک معنوی اور روحانی و باطنی موت کے بعد دوبارہ زندہ کیا گیا ہے اور تیرا کل وجود قدرتِ الٰہیہ کا مظہر بن چکا ہے''۔ (فتوح الغیب: ۷۳)

☆ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کشف کے مقصد کو یوں بیان فرماتے ہیں:

''بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنے کسی ولی اور برگزیدہ بندے کو بعض فاسق و فاجر لوگوں کے ظاہری و باطنی عیوب سے آگاہ

فرماتا ہے اور اس کشف کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ بزرگ ان گمراہ و بدکردار لوگوں کو امورِ شریعت کے حفظ و احترام کی تلقین وتبلیغ کرے اور کلام اللہ کی روشنی میں حق و باطل کا فرق ان پر واضح کرے‘‘۔ (فتوح الغیب: ۱۲۵)

گویا کشف اور کرامت کا مقصد عوام الناس کو رہنمائی کے لیے متوجہ کرنا ہے۔ کشف کا ظہور اولیاء کی ذات سے متعلق ہے مگر کرامت کا دائرہ کار وسیع ہوتا ہے، جن کے بارے کشف ہو ان کو بتانے سے آگہی ہوتی ہے مگر کرامت کے ظہور کے وقت موجود لوگ نہ صرف خود دیکھتے ہیں بلکہ اس کے گواہ اور راوی بن جاتے ہیں۔

ہمارے ہاں لوگوں نے کرامات کو ہی معیارِ ولایت سمجھ لیا ہے حالانکہ ایسی بات نہیں ہے۔ کرامت ولایت کی ایک علامت اور درجہ ہے۔ خواجہ نظام الدین اولیاءؒ فرماتے ہیں کہ

’’بعض مشائخ نے سلوک کے سو (100) مرتبے مقرر کئے ہیں اور ان میں سے سترہواں (17) درجہ کشف و کرامت کو قرار دیا ہے۔ اسی طرح بعض اولیاء کشف و کرامات کو ’’حجابِ راہ‘‘ قرار دیتے ہیں‘‘۔ (سیر الاولیاء: ۳۱۱، ۲۶۲)

گویا اولیاء اسے غرور و تکبر کا سبب سمجھتے ہیں۔ ان حالات میں کرامات حجابِ راہ بنتی ہیں مگر ضروری نہیں کہ اولیاء کو کرامات پر تکبر ہی ہو بلکہ انکساری اور شکر گزاری کے جذبات بھی ہوتے ہیں۔

۵۔ رؤیائے صالحہ (مبشرات)

اللہ تعالیٰ اپنے صالح بندوں کی رہنمائی کے لیے نیک خوابوں سے نوازتا ہے۔ سورۃ یونس کی آیت نمبر ۶۴ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (ان کے لیے دنیا کی زندگی میں (بھی عزت و مقبولیت کی) بشارت ہے) کی تفسیر میں ہے کہ

هی الرؤیا الصالحة یراها الرجل الصالح لو تری له.

(الموطا، کتاب الرویا: ۷۹۴)

’’یہ اچھے خواب ہیں جسے نیک آدمی دیکھے اگرچہ اس کے متعلق کوئی دیکھے‘‘۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

الرؤیا الحسنة من الرجل الصالح جزء من ستة واربعین جزء من النبوة. (الموطا، کتاب الرویاء: ۷۹۲)

’’نیک اور مرد صالح کے اچھے خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے‘‘۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ تزکیہ نفس کرنے والے صالحین و اولیاء کو فیضانِ نبوت میں سے یہ حصہ عطا کیا گیا ہے کہ ان کو اچھے خوابوں کے ذریعے اطمینانِ قلب اور رہنمائی میسر آتی ہے۔

۶۔ اشاعتِ اسلام

صالحین اور اولیائے کے کردار کے اثرات میں سے ایک اہم اثر یہ ہے کہ ان کی تعلیمات سے متاثر ہوکر لاتعداد لوگوں کے اعمال و کردار کی اصلاح ہوتی ہے اور دین اسلام کو مدد و نصرت ملتی ہے۔ صوفیاء کی تبلیغ میں تاثیر کی بنیادی وجہ تبلیغِ دین کے اصولوں پر عملدرآمد ہے۔ صوفیاء و اولیاء کے قول و فعل میں یکسانیت و ہم آہنگی، حسنِ اخلاق، اندازِ تربیت، نرم گفتاری، رواداری، بصیرت و فراست اور حکمت و دانائی کے باعث لوگوں نے اسلام قبول کیا۔

گذشتہ بحث سے ثابت ہوا کہ صالحین کے کردار سے قوائے حواس میں اضافہ، مستجاب الدعوات، فیضِ صحبت، کشف و کرامت کا ظہور، رویائے صالحہ اور اشاعتِ اسلام جیسے اثرات مترتب ہوتے ہیں۔ ہمارے معاشرے کی اصلاح، روحانی اقدار کی ترویج اور اسلامی تعلیمات کی اشاعت میں صالحین کے کردار کو فراموش نہیں کیا جاسکتا اور اسی کردار کے حامل افراد کو ہی صالحین کے گروہ میں شمار کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حقیقی صالحین سے تعلق استوار کرنے اور ان کی صحبت اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم اپنی روحانی اقدار کو بہتر بناسکیں اور اسلام کی حقیقی روح کے مطابق عمل کرکے زندگی بسر کرسکیں۔

قرآن فہمی میں انسانیت کی معراج اور قرآن گریزی میں زوال ہے

قرآنی انسائیکلوپیڈیا: امتیازات و خصوصیات

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے نصف صدی سے زائد مطالعہ قرآن کا نچوڑ ہے

8 جلدوں پر مشتمل قرآنی انسائیکلوپیڈیا میں 5 ہزار سے زائد موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے

جلد اول کے ابتدائی 400 صفحات صرف موضوعات کی فہرست پر مشتمل ہیں

محمد فاروق رانا

اللہ رب العزت نے اِنسان کی تخلیق کے بعد انسانیت کے عروج و ارتقا کے لیے بعثتِ انبیاء اور وحیِ الٰہی کا سلسلہ جاری فرمایا، بعثتِ محمدی ﷺ اور نزولِ قرآن کے ذریعے انسانیت کو اَوجِ ثریا تک پہنچایا اور قرآنِ حکیم کو قیامت تک انسانیت کا دستورِ حیات اور قانونِ فطرت قرار دیا ہے۔ قرآن مجید میں بیان کردہ علوم و معارف اور قوانینِ فطرت میں اللہ رب العزت نے ہر دور کے اِنسان کے لیے رہنمائی مہیا فرما دی ہے۔ یہ رہنمائی قیامت تک بنی نوع انسان کے جملہ اِنفرادی، خاندانی، اِجتماعی، اَخلاقی، سیاسی، سماجی، معاشی اور معاشرتی اُمور کے لیے کامل جامعیت کے ساتھ فراہم کر دی گئی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ قرآن فہمی اور تمسک بالقرآن میں ہی اِنسانیت کی معراج اور قرآن گریزی میں زوال مضمر ہے۔ تعلیماتِ قرآن کی اِسی جامعیت، ہمہ گیریت اور آفاقیت نے تاریخِ عالم پر گہرے نقوش ثبت کیے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسے اعتقاداً نہ ماننے والے بھی اس میں بیان کردہ بیش بہا علوم و معارف اور قوانینِ فطرت کی صداقت کے معترف نظر آتے ہیں۔

قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا ہے جسے فصاحت و بلاغت، قواعد و معانی اور علوم و معارف کی زبان کہا جاتا ہے۔ اس کے ایک ایک لفظ میں کئی کئی معانی پنہاں ہیں۔ فہمِ قرآن کے لیے اس زبان کے قواعد کی معرفت کے علاوہ دیگر ناگزیر علوم مثلاً: شانِ نزول، ناسخ و منسوخ، حدیث، علومِ حدیث، اقوالِ صحابہ، تاریخ و ثقافتِ عہدِ نبوی اور لغتِ عرب کے ساتھ ساتھ محاورہ عرب کی معرفت از حد ضروری ہے۔ ان کے بغیر قرآن مجید کے معنی و مراد، نظم و اُسلوب اور اس کے مفہوم و مدلول کو نہیں سمجھا جا سکتا۔ قرآن مجید کسی بشر کا کلام نہیں بلکہ خلاقِ عالم کا کلام ہے جو فصاحت و بلاغت اور اعجازِ علمی میں اپنی مثال آپ ہے۔ اس عدیم النظیر اور فقید المثال کلام کے متعلق خود اللہ رب العزت نے منکرین کو چیلنج دیا اور ارشاد فرمایا ہے:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا. (الإسراء، ١٧: ٨٨)

فرما دیجیے: اگر تمام انسان اور جنّات اس بات پر جمع ہو جائیں کہ وہ اس قرآن کے مثل (کوئی دوسرا کلام بنا) لائیں گے تو (بھی) وہ اس کی مثل نہیں لا سکتے اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار بن جائیںo

آیاتِ قرآنی کا یہ اعجاز ہے کہ ان میں بار بار تدبّر کرنے سے ہر بار نیا مفہوم سامنے آتا ہے، جو ظاہر کرتا ہے کہ قرآن کا دامنِ علم و ہدایت ہر زمانے کی پیش آمدہ ضرورتوں کا کفیل ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ. (النحل، ١٦: ٨٩)

اور ہم نے آپ پر وہ عظیم کتاب نازل فرمائی ہے جو ہر

☆ ڈائریکٹر فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ

چیز کا بڑا واضح بیان ہے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت اور بشارت ہےo

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو تمام علمی محاسن اور عملی فضائل کا مجموعہ اور جملہ علوم و معارفِ الٰہیہ کا خزانہ بنایا ہے۔ اس صحیفہ ہدایت کے نزول کا اصل مقصد انسانیت کو صراطِ مستقیم پر گامزن کرنا اور انسان کو بطور اشرف المخلوقات اُس مقام و مرتبہ پر فائز کرنا ہے جس کے لیے اس کی تخلیق عمل میں لائی گئی تھی۔ اس اَعلیٰ و اَرفع مقصد کے حصول کا راستہ آیاتِ قرآنیہ پر گہرے غور وخوض، تدبر وتفکر اور اس پر عمل درآمد سے ہی نکلتا ہے۔ اسی لیے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا.

کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے (لگے ہوئے) ہیں۔ (محمد، ۴۷: ۲۴)

آج مادی سوچ اور دنیوی حرص و ہوس نے لوگوں کو قرآن مجید پر غور وفکر کی رغبت اور خیال سے محروم کر دیا ہے۔ عمومی فکر ونظر میں اس حد تک تغیّر رُونما ہو چکا ہے کہ وہ صحیفہ ہدایت جو ہماری سوچ اور احوالِ زندگی میں انقلاب برپا کرنے کے لیے آیا تھا، ہم نے اُسے محض کتابِ ثواب بنا رکھا ہے۔ نتیجتاً ہم نے خود کو قرآن مجید کے بجائے دیگر ضوابط، مراسم اور نفسانی خواہشات کے تابع کر دیا ہے۔

ان حالات میں اِس بات کی اشد ضرورت ہے کہ عوام الناس کو بالعموم اور پڑھے لکھے طبقے کو بالخصوص قرآن فہمی کی طرف راغب کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے آیاتِ قرآنیہ میں موجود مضامین و مطالب کو جدید اور آسان پیرائے میں اس طرح نظم دیا جائے کہ غیر عربی دان طبقہ بھی ان تک آسانی سے رسائی حاصل کر سکے اور امورِ حیات میں ان سے بھرپور رہنمائی لے سکے۔ نیز نوجوان نسل جو عربی زبان سے واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے قرآنی تعلیمات سے دور ہوتی جا رہی ہے، انہیں قرآن مجید کے حیات آفریں پیغام سے جوڑا جا سکے۔

اگرچہ قرآن مجید کے الفاظ سے برکت اور اس کی تلاوت سے باطنی حلاوت نصیب ہوتی ہے، مگر ہدایت و رہنمائی اور دنیوی و اُخروی فلاح اس کی آیات پر تفکر و تدبر کرنے اور تعلیمات پر عمل پیرا ہونے سے ہی میسر آتی ہے۔ اس کے ہر پارہ، سورت، آیت، لفظ، حرف حتیٰ کہ سورتوں کے ناموں، آیات والفاظ اور حروف کے نظم و ترتیب میں بھی لاتعداد اسرار و معانی مضمر ہیں۔ ہر زمانے کے مسائل، احوال، ظروف اور ضروریات کے مطابق اللہ رب العزت کسی نہ کسی ہستی کو یہ توفیق مرحمت فرماتا ہے کہ وہ اس بحرِ بے کراں میں غوطہ زن ہو کر معانی و معارف کے موتی چُنے اور اَفرادِ اُمت کے دامن کو ان کی ضرورتوں کے مطابق بھر دے۔

اِسی مقصد کے لیے اِس زمانے میں اللہ رب العزت نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ کو منتخب فرمایا ہے۔ حضرت شیخ الاسلام مدظلہ نے اِحیائے اسلام اور تجدیدِ دین کی جدوجہد کے آغاز میں ہی جو اَہداف و مقاصد مقرر فرمائے تھے، ان میں سے ایک بنیادی مقصد رجوع الی القرآن بھی ہے۔ اس لیے آپ نے اپنی جدو جہد کا عنوان بھی ''منہاج القرآن'' رکھا، جس کا مطلب ''قرآن کا راستہ'' ہے۔ اس عالم گیر دینی، فکری، علمی، اصلاحی اور تجدیدی تحریک کو اِسم بامسمّٰی بنانے کے لیے شیخ الاسلام نے اُمت کا قرآن فہمی سے ٹوٹا ہوا تعلق ایک بار پھر بحال کیا اور تقریر وتحریر میں مصادرِ اَصلیہ بالخصوص آیاتِ قرآنیہ سے اِستنباطِ اَحکام و اِستدلال اور قدیم و جدید علوم و فنون کے امتزاج سے ایک نئے علمی، تحقیقی، سنجیدہ، ثقہ، عصری اور scientific اُسلوب و منہج کی بنیاد رکھی، اُسے اہلِ علم وفکر میں متعارف ومقبول کرایا اور ثابت کیا کہ قرآن مجید ہی وہ خزانہ علم و ہدایت ہے جو بھولی بھٹکی انسانیت کو صراطِ مستقیم پر لانے اور منتشر اُمت کو وحدت کی لڑی میں پرونے کا ذریعہ ہے۔

آپ کی (2018ء تک) دستیاب ساڑھے پانچ سو (550) مطبوعہ کتب اِس دعوے کا عملی ثبوت ہیں کہ آپ نے اِن تمام تصانیف میں ہر مسئلے کے اثبات اور ہر موضوع کی تفہیم کے لیے استنباط واستشہاد میں صرف قرآن وسنت کو اوّلیت دی ہے اور بعد میں دیگر علوم و معارف اور مآخذ ومصادر کو قرآن و سنت سے ثابت ہو جانے والے قضیہ کی تشریح و توضیح میں

استعمال کیا ہے۔ آپ کا منصبِ علمی اس بات کا متقاضی تھا کہ جہاں آپ نے خدمتِ علمِ حدیث کے باب میں پانچ لاکھ سے زائد احادیثِ نبوی کا اسانید اور متون سمیت مطالعہ و تحقیق کر کے، ہزارہا احادیث کو مختلف موضوعات پر نئے تراجمِ اَبواب، عنوانات، ضروری توضیحات، تشریحات اور تعلیقات کے ساتھ جمع فرما کر سیکڑوں کتبِ حدیث کی صورت میں اُمت کو عظیم تحفہ عطا کیا ہے، سیکڑوں ضروری احکام و مسائل کو براہِ راست سنتِ رسول ﷺ اور احادیثِ نبوی سے ثابت اور واضح کیا ہے اور اس باب میں صدیوں پرانا قرض چکا دیا ہے؛ وہاں قرآن فہمی کے لیے تصنیف کی گئی دوسری کتب کے ساتھ ساتھ قرآنی اِنسائیکلوپیڈیا کی شکل میں علمِ قرآن کی بھی ایسی نادر کلید تیار کر دی جائے جو طالبانِ علمِ قرآن کے لیے تمام قرآنی علوم و معارف اور مطالب و مضامین کے دروازے کھول دے۔

الحمد للہ! آج آپ نے یہ چابی بھی اُمتِ مسلمہ کے ہاتھ میں تھما دی ہے۔ حضرت شیخ الاسلام مدّظلہ العالی نے اس چابی کے ذریعے نہ صرف علماء و فضلا بلکہ جدید تعلیم یافتہ طبقات اور طلبہ و طالبات کے لیے قرآن مجید کے ہزاروں مضامین تک براہِ راست رسائی کا دروازہ کھول دیا ہے۔ یہ قرآنی انسائیکلوپیڈیا مضامینِ قرآن کا ایک ایسا جامع مجموعہ ہے جو عصری تقاضوں کو مطالعہ قرآن کی روشنی میں پورا کرنے کے ساتھ ساتھ اِن شاء اللہ آنے والی نسلوں کی علمی، فکری، اخلاقی، روحانی، سیاسی، معاشی اور معاشرتی حوالے سے بھی رہنمائی کرتا رہے گا۔

قرآنی انسائیکلوپیڈیا کے امتیازات

کسی بھی کتاب کی قدر و قیمت، افادیت اور رفعت و منزلت کا اندازہ ایک طرف اس کتاب کے موضوع اور اس میں بیان کردہ مضامین، مطالب اور مشمولات سے ہوتا ہے تو دوسری طرف اس کے مؤلف و مرتب کا علمی مقام و مرتبہ، علم وفن پر ملکہ و مہارت اور تعمّق و تبحّر اس ضمن میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ یہ امر نہایت ہی خوش آئند ہے کہ اس قرآنی انسائیکلوپیڈیا کو اُس بین الاقوامی شخصیت نے مرتب کیا ہے جو نہ صرف جدید و قدیم علوم کا حسین امتزاج ہے بلکہ اقوامِ مشرق ومغرب کے فکری بُعد اور زمانہ ہائے قدیم و جدید کے علمی، فنی اور ذہنی فاصلوں میں ایک مسلّمہ سنگم بھی ہے۔ مزید یہ کہ وہ عرب وعجم میں مسلّمہ علمی سند اور اتھارٹی بھی ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ ایسی شخصیت اُمت کو صدیوں بعد نصیب ہوتی ہے۔ ورنہ صدیاں اور زمانے ایسی ہستی کی آمد کے لیے منتظر اور ترستے رہتے ہیں۔ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہم اسی زمانے میں رہ رہے ہیں جو حضرت شیخ الاسلام مدّظلہ العالی کا زمانہ ہے۔

حضرت شیخ الاسلام مدّظلہ العالی کی تصنیفات و تالیفات انسانی زندگی سے متعلق ہر موضوع کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ آپ نے دینِ اسلام کی حقیقی، معتدل اور امن و سلامتی پر مبنی تعلیمات کے فروغ و اشاعت کے لیے نہ صرف پوری دنیا کا سفر کیا ہے بلکہ دنیا کے ایک سو ممالک میں علمی و تربیتی مراکز قائم کر کے نوجوان نسل کو لادینیت، دہریت، انتہا پسندی اور دہشت گردی کے نظریات سے بچانے میں وہ تاریخی کردار ادا فرمایا ہے جو اقوامِ عالم، حکومتی ادارے، دنیا کی جامعات اور مشرق ومغرب کے علمی مراکز بھی ادا نہیں کر سکے تھے۔ عرب و عجم اور مشرق و مغرب میں بسنے والی پوری دنیا کو اسلام کا پُراَمن، متوازن اور معتدل چہرہ متعارف کروانا آپ ہی کا عالمی طرہ امتیاز ہے۔ یہ انسائیکلوپیڈیا حضرت شیخ الاسلام کے نصف صدی سے زائد مطالعہ قرآن کا نچوڑ ہے۔ جدید عصری، سائنسی اور فکری موضوعات اس انسائیکلوپیڈیا کا خاصہ ہیں۔

قرآنی انسائیکلو پیڈیا 8 جلدوں پر مشتمل ہے، جس میں تقریباً 5 ہزار موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے۔ صرف موضوعاتی فہرست 400 صفحات پر مشتمل ہے جو کہ 8 ضخیم جلدوں کے مشمولات کا خلاصہ ہے۔ اِس کے مطالعہ سے ذہن میں پورے انسائیکلو پیڈیا کا اجمالی خاکہ نقش ہو جاتا ہے اور ابواب کی تفصیل تک رسائی میں آسانی پیدا ہوتی ہے۔ قاری کی سہولت کے لیے قرآنی انسائیکلو پیڈیا میں شامل عنوانات کو عصری تقاضوں اور

ضروریات کے مطابق عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں استعمال ہونے والی اصطلاحات اور الفاظ کے مطالب و مفاہیم کے لئے اِس کی آخری تین جلدیں مختص کی گئی ہیں۔ ہر لفظ کا اردو ترجمہ بھی دیا گیا ہے تاکہ عربی زبان سے واقف اور ناواقف یکساں مستفید ہوسکیں۔

اگرچہ قرآن مجید میں مذکور جملہ مضامین اور موضوعات کا احاطہ ناممکن ہے، تاہم ذیل میں قرآنی انسائیکلوپیڈیا کی چند ایک نمایاں خصوصیات اور چیدہ چیدہ موضوعات کا تعارفی خاکہ پیش کیا جاتا ہے:

جلد اول: ایمان باللہ، وجودِ باری تعالیٰ، عقیدہ توحید اور اُس کے ضروری متعلقات

جلد اول کے ابتدائی 400 صفحات، موضوعات کی فہرست پر مشتمل ہیں۔ اس کے علاوہ اِس میں وجودِ باری تعالیٰ، تصورِ توحید، ایمان باللہ اور ذات و صفاتِ الٰہیہ کا شرح و بسط کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ کائنات کے عدم سے وجود میں لائے جانے، اُس کے مقصدِ تخلیق، نظامِ شمسی، گردشِ لیل ونہار، انسان کی تخلیق اور اس کے ارتقاء ونشو ونما کے مراحل، زمین و آسمان کی لا محدود وسعتوں، پہاڑوں اور سمندروں کی حقیقت وافادیت، زندگی اور موت کا فلسفہ، عالمِ اَرواح اور جنت و دوزخ جیسے موضوعات سے وجودِ باری تعالیٰ پر استدلال کیا گیا ہے۔

توحید کیا ہے؟ اَسماء ذاتِ الٰہیہ کی عظمت کیا ہے؟ صفات اور اَفعالِ باری تعالیٰ کیا ہیں؟ ایمان کی ضرورت و اہمیت کیا ہے؟ اسی طرح ایمانیات کے ذیل میں متعلقہ دیگر اہم موضوعات جلد اول میں شامل ہیں۔

جلد دوم: شرک اور اُس کا بطلان، ایمان بالرسالت، ایمان بالکتب، ایمان بالملائکہ، اِیمان بالقدر، ایمان بالآخرت

جلد دوم میں ایمانیات کے تسلسل میں اِسی موضوع کے مزید مضامین کا اِحاطہ کرتے ہوئے آیات کو جمع کیا گیا ہے۔ توحید کی تمام تفصیلات ذکر کرنے کے بعد شرک کی حقیقت، مشرکین کی نفسیات، شرک کے عوامل و مضمرات اور اس سے متعلقہ جملہ عقائد و احکام پر 50 سے زائد موضوعات قائم کیے گئے ہیں، جن میں سیکڑوں قرآنی آیات سے استدلال کیا گیا ہے اور اس موضوع کی تفصیلات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اسی جلد میں اللہ اور بندے کے درمیان تعلق کی نوعیت، حقِ ربوبیت اور حقِ عبدیت کے ذیل میں محبتِ الٰہی، عبادتِ الٰہی، توکل علی اللہ، اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسنِ ظن، تعلق باللہ میں صدق و اخلاص، ذکرِ الٰہی کی اہمیت، مجالسِ ذکر کی فضیلت، انسان کی ایمانی زندگی کو درپیش خطرات، نیز نفاق اور اس پر وارِد ہونے والی کیفیات بیان کی گئی ہیں۔

اس کے بعد اِس جلد میں ایمان بالرسالت کے حوالے سے کثیر موضوعات قائم کیے گئے ہیں جن میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر ہے۔ اس کے ذیل میں نبوت و رسالتِ محمدی ﷺ پر ایمان اور اس کی معرفت کا بیان ہی نہیں بلکہ حضور نبی اکرم ﷺ کے خصائص و کمالات کا تفصیلی ذکر بھی ہے، نیز محبت و اتباعِ رسول ﷺ اور تعظیم و توقیرِ رسول ﷺ کے خصوصی قرآنی احکام کا تفصیلی بیان ہے۔

تحفظِ عظمتِ رسالت کے باب میں حضور نبی اکرم ﷺ پر منکرین و مشرکین اور اہلِ کتاب کے اعتراضات کے قرآنی جوابات بیان کیے گئے ہیں۔ اسلام اور پیغمبرِ اسلام ﷺ کے خلاف یہودِ مدینہ، منافقین اور قریشِ مکہ کی سازشیں اور شرانگیز منصوبہ بندی کا بھی بالتفصیل ذکر کیا گیا ہے۔ روزِ قیامت شفاعت کا بیان، تحویلِ قبلہ اور اخلاق و سیرتِ نبوی ﷺ سے متعلق بہت سے مضامین اِس جلد میں بیان کیے گئے ہیں۔

ایمان بالکتب کے باب میں نزولِ قرآن، قرآن حکیم کے فضائل و خصائص، تورات، زبور، انجیل، نیز جملہ اِلہامی کتب اور صحائف پر موضوعات قائم کیے گئے ہیں۔ قرآن مجید کی حفاظت، صداقت اور حقانیت کے باب میں دلائل درج کیے گئے ہیں۔ اسی طرح قرآن مجید کے ہر قسم کے کذب و بہتان

سے محفوظ و مامون اور شک و شبہ سے بالا ہونے کے دلائل بھی یکجا کر دیے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو اہل ایمان کے لیے ہدایت و رحمت اور نصیحت قرار دیا ہے۔ قرآن مجید کے اس الہامی، آفاقی اور ہمہ جہتی پیغام کو بطورِ خاص نمایاں کیا گیا ہے۔

جلد دوم میں قرآن مجید کے احترام واکرام، اثرات و برکات اور اس سے تمسک کے ثمرات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ مزید برآں انبیاء کرام ﷺ کی طرف سے مانگی جانے والی تمام دعاؤں کو بھی یکجا کر دیا گیا ہے۔

اس جلد میں ایمان بالملائکہ پر ایک باب بطور خاص شامل ہے۔ فرشتوں کے وجود، ان کے اعمال و افعال، جبریل امین، میکائیل، اسرافیل، ہاروت وماروت، کراماً کاتبین، ملک الموت کے بارے میں تفصیلات درج کی گئی ہیں۔

جنّات کی حقیقت، اُن کا وجود، اُن کے اعمال و افعال، بالخصوص شیطان کی اصلیت اور اس کی بندگانِ خدا کے ساتھ دشمنی کے بارے میں بھی ایک باب قائم کیا گیا ہے، جس کے مطالعے سے سادہ لوح مسلمانوں کو اعمالِ صالحہ کی رغبت اورخرافات سے اجتناب میں مدد ملے گی۔

تقدیر کیا ہے؟ اچھی بری تقدیر سے کیا مراد ہے، کفار و مشرکین کا تصورِ تقدیر کیا ہے؟ روز مرہ کی گفت گو میں شامل اس اہم ترین موضوع کو آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں بیسیوں مضامین کی صورت میں درج کیا گیا ہے۔

ایمان بالآخرت، بعث بعد الموت (یعنی مرنے کے بعد جی اٹھنا)، موت اور آخرت کا بیان، اعمال سے متعلق باز پرس اور اللہ کے حضور جملہ مخلوقات کی پیشی سے متعلق مضامین اِس جلد میں ذکر کیے گئے ہیں۔

یوم آخرت کے اَحوال کی خبرگیری کے لیے یہ بات انتہائی اَہم اور چشم کشا ہے کہ سادہ لوح مسلمان یومِ آخرت، اُس کی سختی اور جزا وسزا کے بارے میں حکایات اور روایات کی سماعت تک محدود رہتے ہیں، تاہم قرآنی انسائیکلوپیڈیا کے ذریعے ہر سطح کی علمی اِستعداد رکھنے والے اس جلد کے توسط سے اَحکاماتِ ربّانی سے براہِ راست رشد و ہدایت حاصل کرسکیں گے۔

جلد سوم: اَحوالِ قیامت، عبادات، معاملات، حقوق وفرائض، سائنس اور ٹیکنالوجی

قرآنی انسائیکلو پیڈیا کی تیسری جلد میں قیامت کے اَحوال، یوم حشر، اس کے مراحل، جنت اور جنتیوں کے اَحوال، درجات و انعامات اور جہنم کے اَحوال اور عذاب کی تفصیلات کا ذکر کیا گیا ہے۔

اسی طرح نماز کی فرضیت، شرائط، اَہمیت اور حکمت و برکت کا ذکرتفصیل سے ہے۔ روزہ اور اس کے اَحکام، زکوۃ و صدقات، اِنفاق فی سبیل اللہ اور حج وعمرہ کے مسائل واَحکام پر مفصل موضوعات شامل کیے گئے ہیں۔

اِس جلد میں عائلی اَحکام (نکاح، طلاق اور پردہ) جیسے موضوعات پرخصوصی توجہ دی گئی ہے۔ مرد اورعورت کے مساوی حقوق، حقِ خلع اور اُس کے متعلقات، مطلّقہ عورت کے حقوق، بیوہ کے حقوق اور عدّت کے قوانین کاتفصیلی ذکر ہے۔ برتھ کنٹرول (birth control) سے متعلق آیات قرآنی سے استدلال کیا گیا ہے۔

حقوق وفرائض کے باب میں والدین کے حقوق، عورتوں کے حقوق، رشتہ داروں، یتیموں، فقراء و مساکین، ہمسایوں، مہمانوں اور بالخصوص ملازمین اور قیدیوں کے حقوق سے متعلق کثیر آیات ذکر کی گئی ہیں، جن کا مطالعہ عام آدمی کے ساتھ ساتھ وکلاء اور سماجی شخصیات کے لئے بھی بہت مفید ہے۔

اس جلد کے آخر میں علم کی ضرورت و اہمیت اور سائنسی حقائق پر خصوصی مضامین قائم کیے گئے ہیں۔ انسانی جسم کا کیمیائی اِرتقاء، حیاتیاتی اِرتقاء، رحمِ مادر میں بچے کی تخلیق اور پرورش، اس کے تخلیقی اور تدریجی مراحل، رحمِ مادر میں جنس کا تعین، حواسِ خمسہ، انگلیوں کے نشانات (finger prints) کی تخلیق کی حکمت، کائنات کی تخلیق کے سائنسی پہلو، زمین و

آسمان کی تخلیق کے سائنسی پہلو، علم الطبیعیات، علمِ فلکیات، موسمیات، نباتات، علم الحیوانات اور ماحولیات جیسے متنوع موضوعات اس جلد کی زینت ہیں۔ یہ موضوعات عام قاری کے ساتھ ساتھ سائنس دانوں، انجینئرز اور ڈاکٹرز کے لئے اہم ہیں۔

جلد چہارم: امن و محبت، عدمِ تشدد، غیر مسلموں سے حسنِ سلوک، قصص الانبیاء

اِس جلد میں اَمن و محبت، اِصلاحِ معاشرہ، انسانی زندگی کا تحفظ، فرقہ واریت کی مذمت، مسلمانوں میں اتحاد و یگانگت کی ضرورت و اہمیت، غیر مسلموں سے حسنِ سلوک، اُن کے جان و مال اور عبادت گاہوں کا تحفظ، مذاہبِ عالم اور اُن کے عقائد جیسے اہم موضوعات شامل ہیں۔

قصص الانبیاء اور سابقہ اُمتوں کے عبرت انگیز واقعات کا تذکرہ اس جلد کا خاصہ ہے، جس سے قاری کی توجہ عبرت انگیز نصائح کی طرف ملتفت ہوتی ہے۔ اس جلد میں اُن تمام علاقہ جات اور شہروں کا تذکرہ بھی ملے گا جنہیں قرآن حکیم میں بیان کیا گیا ہے۔

صحابہ کرام، اہل بیت اطہار اور اولیاء و صالحین ﷺ کے ادب و احترام پر وارد ہونیوالی آیات اور اخلاقِ حسنہ کی فضیلت کے ساتھ ساتھ اخلاقِ سیئہ کی مذمت بھی بیان کی گئی ہے؛ مثلاً: جھوٹ، بہتان، فتنہ انگیزی، بے حیائی، تہمت، غیبت، کینہ، حسد، ریاکاری، خیانت اور فحاشی جیسے اخلاقِ سیئہ کی مذمت پر مشتمل موضوعات کو تفصیلاً بیان کیا گیا ہے، جن کا مطالعہ ایک اچھا مسلمان اور مفید شہری بننے میں ممدّ و معاون ہوگا۔ اس باب میں سوسائٹی میں بگاڑ اور فساد کا سبب بننے والے عناصر مثلاً مفسدین، باغی اور فتنہ پرور دہشت گردوں کے بارے میں قرآن مجید میں جو احکامات اور وعیدیں آئی ہیں، انہیں تفصیل کے ساتھ شامل کیا گیا ہے۔

اس جلد میں زیر بحث آنے والے قرآنی موضوعات میں خاص طور پر انسانی زندگی کے تحفظ اور انسانی جان کی حرمت پر احکامات سے متعلق مضامین درج کئے گئے ہیں۔

چوتھی جلد کی اہمیت اس اعتبار سے بھی دو چند ہو جاتی ہے کہ اس میں بین المذاہب ہم آہنگی اور انسانی آزادیوں سے متعلق جملہ اَحکامات کا تفصیلی ذکر ہے۔

جلد پنجم: حکومتی و سیاسی نظام، نظامِ عدل، اقتصادیات، جہادیات، غزوات اور اَبجدی اشاریہ

اِس جلد میں زندگی کے معاشرتی آداب کا ذکر شامل ہے۔ نیز حکومت اور سیاست کے ذیل میں اِسلامی اور دیگر طرز ہائے حکومت، ریاست کی ذمہ داریاں، نظامِ عدل اور اُس کے تقاضے جیسے مضامین شامل کئے گئے ہیں۔ اقتصادی و مالی معاملات میں اصولِ تجارت وصنعت، سُود کی حرمت و مذمت، اِسلامی معیشت میں محصولات (taxes) کا تصور، علم الاعداد و الحساب (گنتی کے اعداد) جیسے کئی مضامین ماہرینِ معاشیات کی توجہ کا مرکز ہیں۔

انسانی فطرت، اس کیاحوال و کیفیات، اقوامِ عالم اور اُن کے احوال، قلبِ انسانی کے مختلف اَحوال و کیفیات، دنیوی زندگی کی بے ثباتی، سیر و سیاحت اور دعوت وتبلیغ کے اصول و ضوابط سے متعلق موضوعات، قوموں کے عروج و زوال کے اسباب و محرکات، جہاد و دفاع کے احکامات، امن وصلح کے احکام، غزوات اور اُن کی مصلحتوں سے متعلق خصوصی موضوعات اس جلد میں درج کئے گئے ہیں۔

اس جلد کے آخر میں موضوعات کا ابجدی اشاریہ اس انسائیکلو پیڈیا سے قارئین کے استفادہ کو مزید سہل و آسان بنا دیتا ہے۔ یہ اشاریہ در اصل بیان ہونے والے ہر موضوع کی یک لفظی فہرست ہے جسے حروفِ تہجی کی ترتیب سے تشکیل دیا گیا ہے۔ قاری صرف ایک لفظ کو دیکھ کر اپنے متعلقہ موضوع تک رسائی کر سکتا ہے، مثلاً کوئی شخص تخلیق کائنات کو اس انسائیکلو پیڈیا میں تلاش کرنا چاہتا ہے تو وہ حرفِ تؔ کے تحت تخلیق کا لفظ دیکھ سکے گا۔ اور یوں متعلقہ مضامین تک پہنچ جائے گا۔

جلد ششم تا ہشتم: الفاظِ قرآن کا جامع اشاریہ

قرآنی انسائیکلو پیڈیا کی چھٹی، ساتویں اور آٹھویں جلد الفاظِ قرآن کے جامع اشاریہ پر مشتمل ہے۔ یہ اشاریہ قاری کی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے تیار کیا گیا ہے تا کہ الفاظِ قرآن کے معانی کے بحرِ زخار سے ہر خاص و عام آشنا ہو سکے اور حسبِ استطاعت قرآن فہمی میں درک پیدا کر سکے۔ اگرچہ الفاظِ قرآن کی معاجم پہلے بھی موجود ہیں تاہم یہ اپنی نوعیت کی الگ معجم ہے، جس سے استفادہ ہر خاص و عام کے لیے نسبتاً آسان ہے۔ الفاظِ قرآن کی دیگر معاجم سے استفادہ کے لیے مطلوبہ لفظ کے مادہ اشتقاق (root word) کا معلوم ہونا ضروری ہوتا ہے، جو عربی زبان جاننے والے کے لیے بھی بسا اوقات مشکل ہوتا ہے۔ اس انسائیکلو پیڈیا کی معجم کو استعمال کرنے کے لیے قاری کو کسی لفظ کے مادہ اشتقاق (root word) کو جاننے کی چنداں ضرورت نہیں بلکہ وہ جس بھی قرآنی لفظ کا معنی دیکھنا چاہتا ہے، اس کے صرف پہلے حرف کے ذریعے مطلوبہ لفظ تک پہنچ سکتا ہے۔ مثلاً: اگر لفظ یَعْلَمُونَ کا معنی دیکھنا ہو، تو اس لفظ کا اصل مادہ تلاش کرنے کے بجائے براہِ راست حرف 'ی' سے شروع ہونے والے الفاظ میں جا کر اس کا معنی بھی دیکھا جا سکتا ہے اور یہ بھی معلوم کیا جا سکتا ہے کہ یہ لفظ قرآن مجید میں کل کتنی بار اور کن کن آیات میں آیا ہے۔

یہ اشاریہ دیگر معاجم اور اشاریہ جات کی طرح حروفِ تہجی کے اعتبار سے ترتیب دیا گیا ہے، پھر ہر حرف کے ساتھ تمام حروفِ تہجی سے بننے والے الفاظ کو ترتیب وار بیان کر دیا ہے۔ مثلاً حرف جیم سے شروع ہونے والے الفاظ کو اس طرح بیان کیا ہے کہ سب سے پہلے جیم اور الف، پھر جیم اور با، پھر جیم اور تا، یہاں تک کہ جیم سے یا تک بننے والے تمام الفاظ کو ترتیب سے بیان کر دیا گیا ہے۔

قرآنی الفاظ پر مشتمل اِس اشاریہ کا ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ ایک لفظ جتنی آیات میں وارد ہوا ہوتا ہے اُن آیات کے مطلوبہ حصے کو مع حوالہ اُس لفظ کے ذیل میں بیان کر دیا گیا ہے۔

الفاظ کے معانی بیان کرنے میں بہت زیادہ تفصیلات کے بجائے معروف لغوی معنی پر اکتفا کیا گیا ہے۔ مگر کچھ الفاظ کی ناگزیریت کی بنا پر اُن کے دو تین معانی بھی بیان کئے گئے ہیں۔ مثلاً: أَنزَلْنَا کا سادہ لغوی معنی ہے: ''ہم نے اتارا/ہم نے نازل کیا''۔ یہ معانی بیان کرنے کے بعد وہ چالیس آیات بطور حوالہ ذکر کر دی گئی ہیں جن میں یہ لفظ وارد ہوا ہے۔

قرآنی انسائیکلو پیڈیا کی آخری تین جلدیں الفاظِ قرآن کا جامع اشاریہ ہونے کے ساتھ ساتھ اُن الفاظ پر مشتمل آیات کی یکجا تجمیع سے نئے موضوعات کا فائدہ بھی دیتی ہیں۔ مثال کے طور پر اگر کسی کو ایسی آیات درکار ہیں جن میں علم، کتاب، قلم، لباس، پانی، آگ، دریا، انسان، جن، جانور، جنت، جہنم، محبت، غضب، گھوڑا، کتا، کشتی، ہوا، سورج، چاند، ستارہ، آسمان، زمین، فضا، بادل، بارش، گرج، چمک، کڑک، بجلی، روشنی، اندھیرا، صبح، شام، زندگی، موت، ہنسنا، رونا، خوف، سکون، سونا، جاگنا وغیرہ جیسے ہزاروں الفاظ کا استعمال ہوا ہے، تو اسے ایسی ساری آیات اس اشاریے میں یکجا مل جائیں گی۔

تین جلدوں پر مشتمل الفاظِ قرآن کے اس اشاریہ کی دیگر خصوصیات اور اس کا طریقہ استعمال چھٹی جلد کے شروع میں بیان کیا گیا ہے۔

آخر میں اِس اَمر کی بھی وضاحت ضروری ہے کہ اِس اِنسائیکلو پیڈیا میں عربی طرز کے خطِ عثمانی میں لکھا ہوا متنِ قرآن مجید استعمال کیا گیا ہے، نہ کہ برصغیر پاک و ہند کا طرزِ تحریر۔ لہٰذا رُموزِ اَوقاف اور اُسلوبِ اِعراب اور دیگر علامات بھی اُسی عربی طرز کے مطابق ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ نہ صرف اُمتِ مسلمہ اور پوری انسانیت کے لیے اِس قرآنی انسائیکلوپیڈیا کو رُشد و ہدایت کا ذریعہ بنائے بلکہ یہ مخلوقِ خدا کے لیے رضائے الٰہی اور رضائے رسول ﷺ کے حصول اور حسنِ آخرت کا بہترین ذریعہ بھی ثابت ہو۔ (آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ)

❀❀❀❀❀

Social Responsibility & World Religions

"Path of peace is a commitment to other's need."

''انسانیت کی فلاح ہی امن کی راہ ہے'' عالمی کانفرنس کا ڈیکلریشن

ہائر ایجوکیشن کمیشن پنجاب اور منہاج یونیورسٹی کے مشترکہ تعاون سے دو روزہ عالمی کانفرنس کا انعقاد

رپورٹ
نوشیرواں عاصم

پنجاب ہائر ایجوکیشن کمیشن پنجاب اور منہاج یونیورسٹی لاہور کے مشترکہ تعاون سے دو روزہ بین الاقوامی کانفرنس 20 اور 21 اکتوبر 2018ء کو منعقد ہوئی۔ کانفرنس کا موضوع ''سماجی ذمہ داریوں میں مذاہبِ عالم کا کردار'' تھا۔ کانفرنس کے روحِ رواں منہاج یونیورسٹی لاہور کے بورڈ آف گورنرز کے ڈپٹی چیئرمین ڈاکٹر حسین محی الدین قادری تھے۔ ڈاکٹر حسین محی الدین قادری تحریک منہاج القرآن کے صدر بھی ہیں۔ کانفرنس کے اختتامی سیشن میں ہائر ایجوکیشن کمیشن پنجاب کے چیئرمین پروفیسر ڈاکٹر نظام الدین اور ڈاکٹر محمد شاہد سرویا نے بھی شرکت کی۔

☆ اس کانفرنس میں آسٹریلیا، نائیجیریا، تھائی لینڈ، سری لنکا اور انڈیا سے سکالرز آئے اور انہوں نے کانفرنس میں ریسرچ پیپرز پیش کیے۔ آسٹریلیا سے مسٹر چارلس اینڈریو، بوم ہائی سن سونیم، نائیجیریا سے پروفیسر ڈاکٹر ایمونیل، ڈاکٹر ابراہیم اور ڈاکٹر صفیانو اسحاقو، سری لنکا سے ڈاکٹر شانتی کمار اور انڈیا سے مسٹر گواہر قادر وانی، ایف سی یونیورسٹی کے وائس ریکٹر پروفیسر جوزف سن، نائیجیریا کے ڈاکٹر ابراہیم، ڈاکٹر ہرمن، ڈاکٹر ریان بریشر، مسٹر تجمل احمد شیخ نے شرکت کی اور مقالہ جات پیش کئے۔

اسی طرح پاکستان بھر کی مختلف یونیورسٹیز کے پروفیسرز اور ڈاکٹرز نے بھی موضوع کی مناسبت سے اپنے اپنے مقالہ جات پیش کیے۔ کانفرنس میں پاکستان کی مختلف یونیورسٹیز کی نمائندگی کرنے اور ریسرچ پیپرز پیش کرنے والوں میں مردان سے ڈاکٹر سید راشد علی، کراچی سے شفیق الرحمٰن، طاہرہ اکبر، سیالکوٹ سے ڈاکٹر شائلہ مجید، گجرات سے ڈاکٹر رمضان شاہد، ایبٹ آباد سے انوار علی، مانسہرہ سے قائد علی، لاہور سے ڈاکٹر مصفیراح محفوظ، رضا نعیم، اقراء جٹول، حسنین علی، ڈاکٹر فرحت عزیز، صابر ناز، ڈاکٹر سعدیہ گلزار، ہادیہ ثاقب ہاشمی، ڈاکٹر نودیر بخت، سارہ احمد، حنا شہزادی، ڈاکٹر نعیم انور الازہری، جویریہ حسین، محمد زین العابدین، کوئٹہ سے ڈاکٹر حسن آرامکسی، سرگودھا سے ڈاکٹر نبیل فلک، اسلام آباد سے لعل زمان، ملتان سے فرحت ظفر، آزاد کشمیر سے محمد حمزہ، میانوالی سے حفیظ ارشد ہاشمی شامل تھے۔

☆ منہاج یونیورسٹی لاہور کے وائس چانسلر ڈاکٹر محمد اسلم غوری نے خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ منہاج یونیورسٹی نجی شعبہ کا واحد اعلیٰ تعلیمی ادارہ ہے جو انتہائی کم فیسوں کے ساتھ معیاری تعلیم کی فراہمی کے تقاضے پورے کررہا ہے۔ منہاج یونیورسٹی نجی شعبہ کی واحد یونیورسٹی ہے جو ہر سال مستحق بچوں میں کروڑوں روپے کے وظائف بھی تقسیم کرتی ہے اور انہی خدمات پر انہیں اس سال ملائیشیا میں گڈ گورننس کے عالمی ایوارڈ سے نوازا گیا۔

اظہارِ خیال: ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

منہاج یونیورسٹی لاہور کے ڈپٹی چیئرمین ڈاکٹر حسین محی الدین نے اس دو روزہ بین الاقوامی کانفرنس کے آخری سیشن میں ڈیکلریشن پیش کیا۔ ڈیکلریشن میں انہوں نے ایک نعرہ دیا کہ ''انسانیت کی فلاح ہی امن کی راہ ہے''۔

"Path to Peace is a Commitment to other's Need"

اس عالمی کانفرنس کے شرکاء نے ایک موٹو کے طور پر اس سلوگن کی منظوری دی۔ ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے اپنے ڈیکلریشن میں امن اور اعلیٰ تعلیمی اداروں کے کردار کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا:

ریاستِ مدینہ انسانی حقوق کے احترام اور بین المذاہب بھائی چارہ کے مظاہرہ کی عملی تصویر تھی۔ مدینہ کی ریاست کا قیام مواخات کی بنیاد پر عمل میں آیا۔ پیغمبرانِ خدا نے انسانیت کی فلاح اور انسانی حقوق کے تحفظ کی بات کی۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے 12 سال اہلِ مکہ کا ظلم سہا مگر امن، محبت اور برداشت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ وہ رحمۃ للعالمین کے لقب سے پکارے گئے اور انہوں نے اپنی ظاہری حیات میں آخری سانس تک دنیا پر ثابت کیا کہ وہ حقیقتاً ہر ایک کیلئے پیکرِ امن و رحمت ہیں۔ پیغمبرا سلام ﷺ نے صبر اور برداشت سے اسلام کا بول بالا کیا۔

ڈاکٹر حسین محی الدین نے کہا کہ خدا کے نام لیواؤں نے انسانی حقوق کے تحفظ کو آخری سانس تک یقینی بنایا۔ آج کی ترقی یافتہ دنیا میں انسانی حقوق اور انسانیت کا احترام سب سے زیادہ خطرے میں ہے۔ ہر دور میں روحانیت کے اساتذہ نے مشکلات و مصائب کا سامنا کیا، آج بھی ہم وہی مصائب اپنے گرد وپیش میں محسوس کر رہے ہیں۔ صوفیائے کرام نے برابری کی بات کی اور طبقاتی تفریق کو قبول نہیں کیا۔

ڈاکٹر حسین محی الدین نے مزید کہا کہ 75 ہزار سے زائد پاکستانی دہشت گردی کا نشانہ بنے مگر افسوس نوجوانوں کو انتہا پسندی اور کاؤنٹر ٹیررازم کی تعلیم سے محروم رکھا گیا۔ بانی و سرپرست تحریک منہاج القرآن شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے انتہا پسندی اور دہشت گردی کے حوالے سے نہ صرف قوم کو واضح نظریہ دیا بلکہ اسلامی نصاب بھی مرتب کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ منہاج یونیورسٹی لاہور پرائیویٹ سیکٹر کی واحد چارٹرڈ یونیورسٹی ہے جس نے سکول آف ریلیجنز اینڈ فلاسفی قائم کر کے نوجوانوں کو بین المذاہب رواداری اور امن کا درس دیا اور اس کے لیے ایچ ای سی کی منظور شدہ ایم فل کی ڈگری کا اجراء کیا۔

ڈاکٹر حسین محی الدین نے کہا کہ سوسائٹی کو پرامن معتدل بنانے کیلئے اعلیٰ تعلیمی اداروں کو اپنا تعلیمی، اصلاحی اور اخلاقی کردار ادا کرنا ہوگا۔ پاکستان کے تعلیمی اداروں میں دوسرے مذاہب کے بارے میں جو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں وہ ان کی بنیادی تعلیمات اور عقیدے کی مکمل عکاسی نہیں کرتیں جس کی وجہ سے دوسرے مذاہب کے بارے میں عام طور پر غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ ان غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لیے منہاج یونیورسٹی نے سکول آف ریلیجنز اینڈ فلاسفی کا قیام عمل میں لایا گیا ہے، جس میں طلبہ کو اپنے مذہب کے بارے میں گہرائی سے جاننے اور دوسرے مذاہب کے لوگوں کے عقیدے اور عمل کے بارے میں حقیقی شعور سے آگاہی دی جاتی ہے۔ دوسرے مذاہب کو پڑھانے کا مقصد صرف ان کی حکمت اور تعلیم کو جاننا ہی نہیں بلکہ مذہبی غلط فہمیاں اور تعصب کو بھی کم کرنا ہے تاکہ پاکستان میں عوامی سطح پر امن، رواداری اور برداشت پیدا ہو سکے۔ اس تعلیمی پروگرام کے اختتام پر طالب علم حکومتی اور سفارتی سطح پر نہ صرف بطور کنسلٹنٹس کام کر سکیں گے بلکہ مختلف اداروں میں اس اہم موضوع پر تعلیمی اور تدریسی خلاء کو بھی پر کر سکیں گے۔ سکول آف ریلیجنز کا ہیڈ ایک آسٹریلین نژاد کرسچین ڈاکٹر ہرمن روبوک کو بنایا گیا ہے تاکہ کسی کو کسی قسم کے تعصب کا شائبہ بھی نہ ہو سکے۔ سکول آف ریلیجنز اینڈ فلاسفی میں ہندو مذہب کی تعلیمات ہندو سکالرز دیتے ہیں، سکھ مذہب کی تعلیم سکھ سکالرز دیتے ہیں، اسی طرح بدھ ازم کے بارے میں بدھسٹ سکالرز پڑھاتے ہیں۔

اظہارِ خیال: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری

قائد تحریک منہاج القرآن شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے 20 اکتوبر کی رات بین الاقوامی سکالرز، تعلیمی ماہرین اور منہاج یونیورسٹی لاہور کی مختلف فیکلٹیز کے سربراہان کے اعزاز میں ڈنر دیا۔ انہوں نے اہم موضوع پر علمی کانفرنس کے انعقاد پر منتظمین کو مبارکباد دی اور بین الاقوامی سکالرز کو فروغ علم کیلئے ہزاروں میل کا سفر طے کر کے پاکستان آنے پر مبارکباد دی۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے گفتگو کرتے ہوئے کہا:

اسلام بین المذاہب ہم آہنگی اور رواداری کا دین ہے۔ بدقسمتی سے مذاہب کی تعلیمات کی بجائے شخصیات کے اظہار خیال کے ذریعے مذہب کو جاننے اور پہچاننے کی روش کی وجہ سے اصل تعلیمات پس منظر میں چلی گئی ہیں حالانکہ دنیا کا کوئی مذہب

انسانیت کے خلاف جرم کی اجازت نہیں دیتا۔ مذاہب امن، احترامِ انسانیت، احترامِ قانون کا درس دیتے ہیں۔ دنیا بھر کے دانشوروں اور مذاہبِ عالم کے نمائندوں کو وسیع تر مکالمے کی بنیاد رکھنی چاہیے اور دنیا کو امن کا گہوارہ بنانے کیلئے ایک دوسرے کے نقطہ نظر کو سمجھنا چاہیے۔ تحریک منہاج القرآن بین المذاہب مکالمے اور روایات کی تحریک ہے جو اسلام کا پرامن پیغام دنیا کے چپے چپے تک پھیلا رہی ہے۔ تحریک منہاج القرآن کا مرکزی سیکرٹریٹ ہر مذہب کے ماننے والوں کیلئے دار الامن ہے۔ یہاں مختلف مذاہب کے پیروکار تواتر کے ساتھ آتے رہتے ہیں، انہیں یہاں تحفظ اور اپنائیت ملتی ہے، یہی تعلیمات پیغمبرِ امن حضرت محمد ﷺ کی ہیں اور ہم انہی کی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں''۔

اظہارِ خیال: مہمانانِ گرامی

۱۔ ''سماجی ذمہ داریوں میں مذاہب عالم کا کردار'' کے موضوع پر منعقدہ عالمی کانفرنس کے پہلے روز کے مہمان خصوصی وفاقی وزیر مذہبی امور ڈاکٹر نور الحق قادری تھے۔ انہوں نے ابتدائی کلمات ادا کرتے ہوئے کہا: امن پاکستان کی ضرورت ہے اور آج کی کانفرنس کا ایجنڈا اور انعقاد کی غرض و غایت بھی یہی ہے۔ حکومتِ پاکستان اس کانفرنس کے ایجنڈے سے سو فی صد متفق ہے۔ حکومت بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ کیلئے تمام مذاہب اور مسالک کو ساتھ لے کر چل رہی ہے۔ یہ پاکستان کسی ایک فرقے، مذہب یا طبقے کا نہیں بلکہ پاکستان اس ملک میں بسنے والے ہر شہری کا ہے۔ پاکستان کو ظلم سے پاک کریں گے، جنہوں نے اس ملک کو نقصان پہنچایا، ملکی وسائل کو لوٹا، بے گناہوں کے جان و مال سے کھیلے وہ سب اسکا حساب دیں گے۔ مجھے خوشی ہے کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا قائم کردہ اعلیٰ تعلیمی ادارہ منہاج یونیورسٹی کے نام سے فروغ امن اور احترام انسانیت کیلئے گرانقدر خدمات انجام دے رہا ہے۔ نوجوانوں کی کردار سازی، علم اور امن کے شعبے میں منہاج القرآن اور شیخ الاسلام کی خدمات لائقِ صد تحسین ہیں۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے صدیوں کی علمی پیاس بجھائی اور ان کا یہ کام آئندہ صدیوں کی نسلوں تک کیلئے ہے۔ میں اور میرا خاندان شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی کتب کا مطالعہ کرتے ہیں اور ان سے سیکھتے ہیں۔

۲۔ آسٹریلین سکالر دانشور ڈاکٹر چارلس اینڈریو کا ریسرچ پیپر بطور خاص توجہ کا مرکز بنا۔ ڈاکٹر چارلس اینڈریو نے اپنا ریسرچ پیپر پیش کرتے ہوئے کہا: جدید تحقیق بتاتی ہے کہ انسان 70 ہزار طریقوں سے سوچتا ہے، سوچنے کی سمت مثبت ہوگی تو اس کے بیرونی اثرات بھی مثبت ہونگے اور اگر سوچ کا دھارا منفی ہوگا تو اس کے اثرات بھی منفی ہونگے، بیرونی تبدیلی کے لیے سب سے پہلے اپنے اندر کو تبدیل کرنا ہوگا۔ دنیا امن کے فروغ کے لیے اتنا پیسہ اور بجٹ خرچ نہیں کر رہی جتنا پیسہ اسلحہ کی خریداری پر صرف ہو رہا ہے۔ احساس برتری، احساس کمتری، تعصب اور لالچ تمام برائیوں کی جڑ ہیں۔ مذہب اور روحانیت کا انسان کے باطن سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ جب انسان اپنی شناخت کر لیتا ہے تو وہ ہر قسم کے منفی احساسات سے بالاتر ہو جاتا ہے۔ جس انسان کے دل و دماغ میں انتشار ہوگا اس کے اثرات سوسائٹی پر بھی انتشار کی صورت میں ظاہر ہوں گے۔ دوسروں کو بدلنے کے عمل کا آغاز خود کو بدلنے سے ہوتا ہے، کوئی انسان اپنی ذات کے حصار سے باہر نکلے گا تو دوسرے کا احساس کر سکے گا۔ صوفیائے کرام کی محنت ذات کی تبدیلی سے متعلق تھی، انہوں نے خود کو پہچانا تو ان کے اندر امن آ گیا اور یہی امن انہوں نے باہر بانٹا۔ انسان جب تک اپنے اندر کو پاک اور صاف نہیں کرے گا، امن جگہ نہیں بنا پائے گا۔

۳۔ اختتامی سیشن سے خطاب کرتے ہوئے سری لنکا کولمبو یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر شانتی کمار نے کہا: میں نے اسلام کے انسانیت سے محبت پر مبنی پیغام کو عظیم صوفی جلال الدین رومی کی تحریروں سے سمجھا۔ اسلام کی تعلیمات میں آفاقیت ہے، انسان جتنی بھی ترقی کر لے مگر انسانیت کی پناہ مذہب میں ہے۔ مذہب اخلاقیات اور حلال و حرام کی تمیز سکھاتا ہے، کسی بھی مذہب کا سچا پیروکار امن اور انسانیت کیلئے خطرہ نہیں بن سکتا۔ دنیا کو پیسے کی غربت سے نہیں روحانی غربت سے خطرہ ہے۔ کوئی نیو ورلڈ آرڈر کسی فرد کو اسکے مذہبی عقائد اور مذہبی وابستگی سے جدا نہیں کرسکتا۔ آخر میں سارے ورلڈ آرڈر مذہب کی پناہ میں آئینگے۔

۴۔ نائجیریا کے سکالر ڈاکٹر صفیانو نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا: فرد کی جان کا تحفظ آج کی جدید دنیا کا بڑا چیلنج بنا ہوا ہے

جبکہ آج سے 14سو سال قبل اسلام نے ایک بے گناہ انسان کی موت کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا تھا اور اسلام نے بے گناہ انسان کے قاتل کیلئے سزائے موت مقرر کی ہے۔جان کے بدلے جان کا بدلہ رکھا ہے۔ بے گناہ شہریوں کی اموات حکومت کی گورننس کے محاذ پر ناکامی ہوتی ہے اور مذہب کے نام پر ہونیوالی اموات کا تعلق غلط فہمیوں اور جہالت سے ہے۔ اس امر کی از حد ضرورت ہے کہ بالخصوص اسلامک سکالرز انسانی جان کے تحفظ اور تقدس کے بارے میں اسلامی تعلیمات کو عام کریں۔

۵۔ تھائی لینڈ سے آئے ہوئے سکالر ڈاکٹر امتیاز نے بدھ ازم کے اوپر اپنے دیئے گئے ریسرچ پیپر میں کہا: بدھ ازم اس خطے میں 17سو سال سے ہے۔ سندھ میں اسلام اور بدھ ازم کے مابین پر امن تعلقات کی تاریخ موجود ہے۔ میانمار، سری لنکا اور تھائی لینڈ میں بدھ ازم اور مسلمانوں کے درمیان ایک تنازع ہے،تاریخ کے اوراق اور موجودہ تنازع کو ملا کر دیکھنا ہوگا آیا یہ جھگڑا مذہبی تعلیمات کا ہے یا ریاست کی طرف سے مس ہینڈلنگ کا۔ اس تصادم کے نتیجے میں ہونیوالے جانی نقصان کے تدارک اور ازالہ کیلئے ڈائیلاگ اور اقدامات کی ضرورت ہے۔

۶۔ نائجیریا سے تعلق رکھنے والے پروفیسر ڈاکٹر ایمانویل نے اپنے ریسرچ پیپر میں کہا: مذہب کی آڑ میں خواتین پر مردوں کو فوقیت دی جاتی ہے اور مذہب کو استعمال کیا جاتا ہے جبکہ اسکا تعلق کلچر اور روایات سے ہے۔

۷۔ انڈیا سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹر گواہر نے کہا: اسلام انصاف کی فراہمی پر زور دیتا ہے۔ ہر جرم بے انصافی سے جنم لیتا ہے۔اسلام اور سنتِ رسول ﷺ میں انسانی زندگی کے ہر شعبے میں انصاف کے نظام کو وضع کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔قرآن کا نظامِ انصاف ہر قسم کی مذہبی،گروہی،طبقاتی تفریق سے بالاتر ہے۔ اسلام نے انصاف کو انسان کا بنیادی حق قرار دیا ہے۔

۸۔ روبینہ سعدیہ نے اپنے ریسرچ پیپر میں کہا: سماجی ذمہ داریوں میں مذہب کا بہت بڑا کردار ہے،آج کی دنیا آبادی میں اضافے کی وجہ سے مسائل سے دوچار ہے۔ دنیا کا ہر مذہب کچھ شرائط کے ساتھ برتھ کنٹرول کی حمایت میں ہے۔ اس حوالے سے میڈیا کا استعمال کر کے آئندہ نسلوں کو اس مسئلے کو حل کرنے میں مدد فراہم کی جاسکتی ہے۔ مذاہب کے پاس کم و بیش ہر سماجی مسئلے کا حل موجود ہے۔

۹۔ ڈاکٹر سعدیو گیننر نے اپنے ریسرچ پیپر میں کہا: اسلام خواتین کو اقتصادی سرگرمیوں میں بھر پور کردار ادا کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ اسلام حق ملکیت کو تسلیم کرتا ہے۔ پاکستان میں خواتین کی آبادی 50فی صد کے لگ بھگ ہے مگر اقتصادی سرگرمیوں میں خواتین کا وہ کردار نظر نہیں آتا جسکی ضرورت ہے۔ ویمن امپاورمنٹ پر کام کرنے کی ضرورت ہے اور اس کا آغاز اقتصادی سرگرمیوں سے ہونا چاہیے۔

۱۰۔ ڈاکٹر حسن آراء مگسی نے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ اسلام خواتین پر پابندیاں عائد کرتا ہے جبکہ یہ تصور درست نہیں ہے۔ خواتین تعلیم کا حق رکھتی ہیں، انہیں وراثت میں حق دیا گیا، انہیں طلاق لینے کا حق دیا گیا ہے۔،بچوں کی حفاظتی تحویل اور ملازمت کا حق دیا گیا ہے،خاتون اسلامی نقطہ نظر سے ماں، سکالر، ڈاکٹر، بزنس مین، سیاستدان کے طور پر اپنا آزادانہ کردار ادا کر سکتی ہے۔ یونائیٹڈ نیشن کا 1948ء کا انسانی حقوق کا چارٹر پیغمبر اسلام ﷺ کے خطبہ حجۃ الوداع کی مکمل توثیق کرتا ہے۔

☆ ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے عالمی کانفرنس کے اختتام پر ڈیکلیریشن پیش کیا جسکا لب لباب ’’انسانیت کی فلاح ہی امن کی راہ ہے‘‘ تھا۔ انہوں نے جملہ بین الاقوامی سکالرز اور مہمانوں کا کانفرنس میں شرکت پر شکریہ ادا کیا اور کہا کہ منہاج یونیورسٹی لاہور قومی اور بین الاقوامی ایشوز پر گریٹ ڈیبیٹ کیلئے بطور میزبان خدمت انجام دینے کو ہمیشہ اپنا اعزاز سمجھتی ہے اور مستقبل میں بھی اہم موضوعات پر بحث و تمحیص کی میزبانی کا فریضہ انجام دیتی رہے گی۔

☆ اس دو روزہ بین الاقوامی کانفرنس میں لاہور اور مضافات کی یونیورسٹیز کے طلبہ و طالبات نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ اس کانفرنس کی خاص بات طلبہ و طالبات کے ساتھ عالمی سکالرز کے سوال و جواب کی شکل میں مکالمہ کا اہتمام تھا۔سوال و جواب کے اس سیشن سے طلبہ و طالبات کو مذاہب عالم کے حوالے سے جدید تحقیق اور دانشوروں کے خیالات سے آگاہی کا موقع ملا۔

❁❁❁❁❁

”تعلیمی پالیسی قومی مزاج، تاریخ اور ثقافت سے ہم آہنگ ہو“

بانیٔ پاکستان کی تعلیمی پالیسی کی تشکیل کیلئے قائم کمیٹی کو ہدایت

قائداعظمؒ نے اپنی آمدن کا بڑا حصہ تعلیمی اداروں کو دینے کی وصیت کی

آزاد بن حیدر کی کتاب ”قائداعظم، چیلنج، سیکولرازم“ سے اقتباس

محترم آزاد بن حیدر تحریک پاکستان کے کارکن اور ممتاز تاریخ دان ہیں، انہوں نے تحریک پاکستان کو منفرد انداز میں رقم کیا ہے اور بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ، حکیم الامت علامہ محمد اقبالؒ کے ساتھ ساتھ جملہ مشاہیران پاکستان، تحریک پاکستان کی نامور خواتین رہنماؤں اور تحریک پاکستان میں خدمات انجام دینے والے نامور علمائے کرام پر کتب لکھی ہیں اور آئندہ نسلوں کو مشاہیر پاکستان کے کارناموں سے آگاہ کیا ہے۔ محترم آزاد بن حیدر ایک سچے اور کھرے تاریخ نویس کی طرح صرف واقعات کو رقم کرتے ہیں، اس میں جذبات، پسند اور ناپسند کو شامل نہیں ہونے دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ تحریک پاکستان کے نامور لکھاری اور دانشوران کی تحریروں کو سند قرار دیتے ہیں۔

آپ قائداعظم کے سپاہی، تحریک پاکستان کے کارکن، ایک محبِ وطن پاکستانی اور سچے عاشق رسول ﷺ ہیں جنہوں نے اپنی پوری زندگی قائداعظم اور علامہ محمد اقبال کے افکار کو نئی نسل تک پہنچانے کیلئے وقف کر رکھی ہے۔ میرے لیے یہ اعزاز کی بات ہے کہ آپ جب بھی کراچی سے لاہور تشریف لاتے ہیں تو شرفِ ملاقات بخشتے ہیں اور ان سے گفتگو کرتے ہوئے تحریک پاکستان اور مشاہیرِ پاکستان کی زندگی کے وہ گوشے اور واقعات سننے کو ملتے ہیں جو بسا اوقات کتب میں نظر نہیں آتے۔

محترم آزاد بن حیدر 1947ء سے لے کر تا حال لمحہ لمحہ پاکستان کے چشم دید گواہ اور راوی ہیں۔ آپ نے ایک اہم کتاب ”قائداعظم، چیلنج، سیکولرازم“ کے عنوان سے تحریر کی ہے جس میں انہوں نے بانی پاکستان کے عقیدے اور مذہبی رجحانات کے حوالے سے تفصیل سے بحث کی ہے اور اس ضمن میں معروف تاریخ نویسوں، کالم نویسوں اور تحریک پاکستان کی ممتاز شخصیات کے خیالات اور تحریروں سے استفادہ کیا ہے۔ اس اہم موضوع پر انہوں نے نوجوان نسل کو سمجھانے کیلئے سوال و جواب کا سہارا لیا ہے۔ یہ کتاب پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے، اس کتاب کی خاص بات بانی پاکستان کی ”تعلیم“ سے محبت ہے۔

25 دسمبر بانی پاکستان کا یوم ولادت ہے جسے پاکستان بھر میں عزت و احترام اور جوش و خروش سے منایا جاتا ہے۔ بانی پاکستان کے یوم ولادت کے حوالے سے قابل احترام آزاد بن حیدر کی مذکورہ کتاب سے کچھ اہم اقتباسات جو ان کی تعلیم سے محبت کو بیان کرتے ہیں، زیر نظر سطور پر نقل کیے جا رہے ہیں۔ محترم آزاد بن حیدر چند ماہ قبل کراچی سے لاہور تشریف لائے تو انہوں نے اپنی کچھ کتب شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے لیے بطور تحفہ دی تھیں جو میں نے شیخ الاسلام کی خدمت میں پیش کر دی تھیں۔ (نوراللہ صدیقی چیف ایڈیٹر)

قیامِ پاکستان سے قبل 10 سال کا عرصہ سخت ترین سیاسی کشمکش کا دور تھا، مسائل اور مشکلات میں گھرے قائداعظم محمد علی جناحؒ نے ان حالات میں بھی مسلمانانِ ہند کو تعلیم کی اہمیت و افادیت سے نہ صرف آگاہ کیا بلکہ نظامِ تعلیم کی تشکیل اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے اس سمت بھرپور توجہ دی۔

1943ء میں قیام پاکستان کو یقینی جانتے ہوئے آپ نے ایک کمیٹی تشکیل دی جسے پاکستان میں تعلیمی اور معاشی منصوبہ بندی کا کام سونپا گیا، اسے پلاننگ کمیٹی کا نام دیا گیا تھا جسے 24 تا

26دسمبر 1943ء کو کراچی میں منعقد ہونے والے آل انڈیا مسلم لیگ کے سیشن میں منظور کیا گیا تھا۔ اس کمیٹی کو یہ ٹاسک دیا گیا تھا کہ وہ مفت بنیادی تعلیم کے پروگرام کو روبہ عمل لانے کیلئے اقدامات تجویز کرے۔ (افسوس قائداعظمؒ کے نام پر مسلم لیگیں بنانے اور 30سال تک ملکی تقدیر سے کھیلنے والی سیاسی اشرافیہ نے 70سال کے بعد بھی اس خواب کو پورا نہ ہونے دیا)۔

قیام پاکستان کے بعد بانی پاکستان نے 27 نومبر 1947ء کو منعقد ہونے والی پہلی تعلیمی کانفرنس ''آل انڈیا محمڈن ایجوکیشن کانفرنس'' کے نام ایک پیغام ارسال کیا تھا، جس میں انہوں نے فرمایا:

'' آپ جانتے ہیں کہ صحیح قسم کی تعلیم کی اہمیت پر جتنا زور دیا جائے کم ہے، اگر ہمیں ترقی کرنا ہے تو ہمیں سنجیدگی کے ساتھ تعلیم کے مسئلے کو حل کرنا چاہیے، ہمیں اپنی تعلیمی پالیسی اور پروگرام کی تشکیل ان خطوط پر کرنی چاہیے جو ہمارے قومی مزاج کے مطابق ہو اور ہماری تاریخ اور ثقافت سے ہم آہنگ ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ موجودہ دور میں جو زبردست ترقی دنیا میں ہوئی ہے، اسے بھی اپنا نظامِ تعلیم وضع کرتے وقت سامنے رکھنا چاہیے''۔

تعلیمی ادارے اور قائداعظم کی وصیت

آزاد بن حیدر لکھتے ہیں کہ بانی پاکستان نے اپنی حق حلال کی کمائی سے جو پیسہ جمع کیا اس رقم کا ایک بڑا حصہ تعلیمی اداروں کیلئے وقف کیا۔ وہ اپنا ایک ایک پیسہ کس طرح جمع کرتے تھے، اس کی صرف ایک مثال ہی پیش کی جارہی ہے:

ممبئی الیکٹرک کمپنی نے ان کے گھر میں بجلی کی مرمت کیلئے 5 روپے کا تخمینہ دیا لیکن کام کے بعد جب بل بھیجا تو وہ 10روپے کا تھا۔ قائداعظمؒ نے اسے نوٹس بھیجا اور آخر کار ممبئی الیکٹرک کمپنی کو صرف 5 روپے ہی ادا کیے۔

قائداعظمؒ نے اپنی وصیت 30 مئی 1939ء کو تحریر فرمائی جس کے مطابق انہوں نے 25 ہزار روپے انجمن اسلام سکول ممبئی کیلئے مختص کیے، 50 ہزار روپے ممبئی یونیورسٹی کیلئے اور 25 ہزار روپے عریبک کالج دہلی کیلئے مختص فرمائے۔ بقیہ رقم کا ایک حصہ علی گڑھ یونیورسٹی، دوسرا حصہ اسلامیہ کالج پشاور اور تیسرا حصہ سندھ مدرسہ کراچی کیلئے مختص فرمایا۔

برطانوی پارلیمنٹ کے ایک رکن ایڈورڈ لائن نے وکٹوریا ہال فریڈفورڈ انگلستان میں ان کی زندگی کے اس پہلو کو ان کی تعلیمی کاوشوں کے تناظر میں دیکھتے ہوئے لکھا:

''جناح تعلیم کے بہت بڑے حامی تھے، اپنی پوری زندگی انہوں نے تعلیم کی اہمیت پر زور دیا۔ یہ کوئی اتفاق نہیں کہ انہوں نے اپنی حیثیت سے ساری دولت تعلیمی اداروں کے نام کر دی، یہ ان کا ایسا پیغام تھا جسے سب ہی ہمیشہ یاد رکھیں گے''۔

یہ تھی وہ عظیم قائد کی علم سے محبت۔

قائداعظم کی فکر اور نظریہ کے امین

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اکتوبر 2014ء میں مینار پاکستان لاہور کے سائے میں ایک عظیم الشان جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ہم جناح کا پاکستان تلاش کررہے ہیں اور اب پاکستان میں صرف جناح ازم چلے گا۔ پڑھنے والے اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ جب شیخ الاسلام یہ اعلان فرمارہے تھے تو اس وقت منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے زیر اہتمام وہ ملک بھر میں 600 سے زائد تعلیمی ادارے قائم کر چکے تھے۔ اس کے علاوہ ایک چارٹرڈ یونیورسٹی اور منہاج گرلز کالج جیسے بے مثال تعلیمی ادارے قائم کر چکے تھے۔

اسلام واحد مذہب ہے جس نے ہر مرد وزن پر حصول تعلیم کو فرض قرار دیا اور وحی الٰہی کا پہلا حرف بھی اقراء تھا۔ بانی پاکستان نے اپنا تعلیمی ویژن اسی قرآنی فکر سے لیا تھا۔ بانی پاکستان کا یہ ویژن تھا کہ پاکستان کی خوشحالی تعلیم کے فروغ میں ہے۔ یہی ویژن شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا ہے۔ آپ وہ واحد شخصیت ہیں جنہوں نے حکومت میں آئے بغیر کم آمدنی والے لاکھوں خاندانوں کو سستی اور معیاری تعلیم کی فراہمی کو یقینی بنایا اور منہاج القرآن کے تعلیمی ادارے فروغِ علم میں دن رات کوشاں ہیں۔ پاکستان کی اشرافیہ کو اللہ توفیق دے تو وہ اپنے احوال پر نگاہ دوڑائیں کہ جس پاکستان کے صدقے انہیں اعلیٰ ترین مناصب ملے انہوں نے ان مناصب کو غریب کے بچے سے تعلیم چھیننے کیلئے استعمال کیا۔ بانی پاکستان اپنی عمر بھر کی کمائی تعلیمی اداروں کو دے کر گئے اور یہ بدبخت تعلیمی اداروں کی کمائی لندن میں محلات تعمیر کرنے پر خرچ کرتے رہے۔ ❁❁❁❁❁

منہاج القرآن یوتھ لیگ کے زیر اہتمام متعدد اضلاع میں ''یوتھ ڈسٹرکٹ اسمبلی'' کا انعقاد

(رپورٹ: محمد عمر اعوان۔ مرکزی سیکرٹری میڈیا منہاج یوتھ لیگ)

منہاج القرآن یوتھ لیگ نے ویژن 2025ء کے اہداف کے حصول کے لیے نوجوانوں کو فکر اقبال کے ذریعے فکرِ شیخ الاسلام پہنچانے اور بالخصوص نوجوانوں کی کردار سازی کے لیے دعوتی مہم بعنوان ''جوانوں کو پیروں کا استاد کر'' کا آغاز کررکھا ہے۔ اس مہم کا بنیادی مقصد نوجوانوں میں نہ صرف خودی، خود داری اور جواں مردی جیسے اوصاف شخصیت کا حصہ بنانے کی تڑپ پیدا کرنا ہے بلکہ مادیت اور فکری انتشار کا شکار لبرل اور سیکولر نوجوانوں کو درست رہنمائی بھی فراہم کرنا ہے۔

اس مہم سے آگاہی اور عہدیداران کی تربیت کے لیے پاکستان بھر میں منہاج یوتھ لیگ کے دستوری فورم ''یوتھ ڈسٹرکٹ اسمبلی'' کے اجلاس منعقد ہورہے ہیں۔ اب تک درج ذیل اضلاع میں اجلاسز ہوچکے ہیں:

۱۔ راولپنڈی (9 ستمبر 2018ء)   ۲۔ گجرات (7 اکتوبر)   ۳۔ گوجرانوالہ (12 اکتوبر)
۴۔ میانوالی (14 اکتوبر)   ۵۔ لاہور (21 اکتوبر)   ۶۔ منڈی بہاؤالدین (21 اکتوبر)
۷۔ کراچی (28 اکتوبر)   ۸۔ جہلم (4 نومبر)   ۹۔ فیصل آباد (9 نومبر)

ان اجلاسوں میں مظہر محمود علوی (مرکزی صدر)، منصور قاسم اعوان (مرکزی سیکریٹری جنرل)، محمد انعام مصطفوی (مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل)، محمد اسماعیل انعام (مرکزی سیکرٹری ٹریننگ) اور مرکزی یوتھ لیگ کے دیگر عہدیداران نے خصوصی شرکت کی۔ علاوہ ازیں متعلقہ ضلع کی یوتھ لیگ کی تمام تحصیلوں سے تحصیلی اور یونین کونسل سطح تک کے عہدیداروں اور کارکنان نے بھرپور شرکت کی۔

ان پروگرامز میں ایک قرارداد بھی پیش کی گئی جس میں وفاقی وصوبائی حکومتوں سے مطالبہ کیا گیا کہ

1۔ تعلیمی نصاب میں ابتداء سے لے کر ماسٹرز تک علامہ اقبال کی تعلیمات اور شاعری کو نصاب کا حصہ بنایا جائے۔ نوجوانوں کی کردار سازی اور تعمیر شخصیت کیلئے ضروری ہے کہ فکرِ اقبال کو ہر سطح پر نصاب کا حصہ بنایا جائے تاکہ آنے والی نسلیں اقبال کے شاہین اور قائد کے سپاہی بن سکیں۔ وگرنہ نوجوانوں کا علمی، فکری، شعوری اور اخلاقی لحاظ سے مستقبل مزید تباہی اور زبوں حالی کا شکار ہوجائے گا۔

2۔ پاکستانی معاشرے کے نوجوانوں میں بڑھتی ہوئی تنگ نظری، انتہا پسندی اور دہشت گردی کے رجحانات کو ختم کرنے کیلئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا تیار کردہ طلبہ کیلئے نصابِ امن کو تعلیمی نصاب کا حصہ بنایا جائے۔

3۔ تعلیمی نصاب میں قرآن و حدیث کی تعلیم کو بھی شامل کیا جائے اور کرپشن کے خلاف بیداری شعور اور ٹیکس کی ادائیگی، شہریوں کے حقوق اور ریاست کے فرائض، آئین کے وہ آرٹیکل جن کا تعلق براہِ راست عوامی مفاد سے ہے کو نصاب میں ضرور شامل کیا جائے۔

4۔ ملک میں منشیات جیسی لعنت کا نوجوان سب سے زیادہ شکار ہورہے ہیں، حکومت و انتظامیہ منشیات فروشی کی روک تھام کیلئے عملی اقدامات کریں اور ہر قسم کی منشیات کی خرید و فروخت، شیشہ باروں پر مکمل پابندی عائد کی جائے اور نشے کے عادی مریضوں کے

علاج کیلئے فری کونسلنگ اینڈ ٹریٹمنٹ سنٹر قائم کئے جائیں۔

ان اجلاسز میں ویژن 2025ء کے تناظر میں ماہانہ اہداف ممبر شپ، تحصیل و یونین کونسل کی تنظیم سازی، حلقات درود و شب بیداری کے بارے میں مکمل بریفنگ دی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں یوتھ ٹریننگ کونسل کے ذمہ داران تنظیمی ذمہ داریوں کے حوالے سے تربیت دیتے ہیں۔ نیز دیگر سرگرمیوں (یوتھ ویلفیئر سوسائٹی، سپورٹس و دیگر Activities) کے حوالے سے بھی نوجوانوں کو Motivation دی جاتی ہے تاکہ یوتھ انسانیت، اسلام اور پاکستان کی بہتری اور ترقی کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لا سکے۔ ☆☆☆

انا للہ وانا الیہ راجعون

گذشتہ ماہ محترم محمد اشفاق انجم (کمپیوٹر آپریٹر مجلّہ منہاج القرآن) کے کزن محترم عبدالستار (85 شمالی سرگودھا) اور محترم محمد اشرف (چونگی امر سدھو لاہور)، محترم ڈاکٹر حافظ ذوالفقار علی (باغبانپورہ لاہور) کے والد محترم میاں شمس الدین، محترم محمد ظفر اقبال طاہر (ناظم تحریک منہاج القرآن آزاد کشمیر) کی والدہ محترمہ، محترم رانا امین (مریدکے)، محترم خلیل احمد بھٹی (مریدکے) کی والدہ، محترم محمد افضل تبسم (سابقہ صدر یوتھ لیگ مریدکے) کی ہمشیرہ، محترم مقسوم الٰہی عباسی (ناظم مالیات TMQ مری) کا جواں سالہ بیٹا محترم سہیل مقسوم عباسی، محترم حافظ مظہر علی (یوسی 8 ناظم دعوت و تربیت ہرل۔ لالیاں) کے والد، محترم نور سلطان (یوسی 12 لالیاں کے صدر) کی والدہ، محترم قاضی مصطفیٰ (لالیاں) کے بڑے بھائی، محترم خالد محمود قادری (دیپالپور) کے سسر اور کزن، محترم میاں شہزاد احمد (نیکو کارہ) کے والد، محترم محمد جنید بھٹی کی ہمشیرہ، محترم میاں محمد احمد ریحان (بھیک احمد یار)، محترم خالد محمود قادری (اوکاڑہ) کی ممانی، محترم زاہد سلیم (ساہیوال) کے والد، محترم خالد محمود طاہر (ننکانہ صاحب) کے چچا، محترم ملک محمد ارشد (منڈی فیض آباد) کی کزن، محترم سید مشتاق حسین (نونار ظفروال) کی ہمشیرہ، محترم حسن محمد (کوٹ رادھا کشن) کی ہمشیرہ، محترم منیر احمد مغل (وزیرآباد) کی والدہ، محترم حاجی ریاض احمد چدھڑ (مانگٹ۔ خانقاہ ڈوگراں) کے بہنوئی، محترم مفتی شہزاد (علی پور چٹھہ) کے والد، محترم بدرالزمان چٹھہ (علی پور چٹھہ) کے چچا، محترم محمد فاروق نیاریا (پسرور) کے چچا، محترم سعید احمد چشتی (کوٹ عبدالمالک) کی بھابی، محترم مظفر خان (کوٹ عبدالمالک) کی والدہ، رانا محمد جنید (خانقاہ ڈوگراں) کی نانی جان، محترم محمد ایوب (گجیانہ نو) کے بھائی، محترم محمد اشرف زیغم (قصور) کی نانی، محترم علامہ محمد اخلاق منہاجین لنگڑیال (کوٹلہ) کی اہلیہ محترمہ حافظہ قاریہ فرح ناز منہاجین، محترم چوہدری محمد لطیف (صدر PAT کوٹلہ اربعلی خان) کے ماموں زاد بھائی، محترم عابد عزیز لنگڑیال کی والدہ اور محترم ملک محمد اختر سیالوی (قطب گوڑہ) کے بڑے بھائی محترم ملک گلزار حسین قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرکزی سیکرٹریٹ اور گوشہ درود میں موجود احباب نے جملہ مرحومین کی مغفرت و بخشش کے لئے خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین ☆☆☆

انتقالِ پُر ملال

گذشتہ ماہ محترم محمد فاروق رانا (ڈائریکٹر فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ) کے والد محترم رانا تاج الدین قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے ان کے انتقال پر گہرے دکھ اور غم کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی ہے کہ اللہ رب العزت مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے، ان کے درجات بلند کرے اور سوگوار خاندان کو یہ صدمہ صبر اور ہمت سے برداشت کرنے کی توفیق دے۔ مرحوم کی نماز جنازہ صدر منہاج القرآن ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے پڑھائی جس میں مرکزی قائدین اور سٹاف ممبران نے خصوصی شرکت کی۔ تحریک منہاج القرآن کی سپریم کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، ناظم اعلیٰ محترم خرم نواز گنڈا پور اور جملہ عہدیداران نے محترم محمد فاروق رانا سے دلی تعزیت کا اظہار کیا اور مرحوم کی بخشش و درجات کی بلندی کے لیے دعا کی۔

موضوعاتی اشاریہ ماہنامہ منہاج القرآن سال 2018ء

۱۔ عظمت و مقامِ مصطفیٰ ﷺ اور سیرت النبی ﷺ

نبی اکرم ﷺ ہمہ گیر انقلاب کے قائد	ڈاکٹر حسین محی الدین قادری	جنوری 2018ء
تخلیقِ محمدی اور معراجِ مصطفیٰ ﷺ	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	اپریل 2018ء
عظمت و مقامِ مصطفیٰ ﷺ اور عقیدۂ صحیحہ	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	نومبر 2018ء
تعلیماتِ مصطفیٰ ﷺ کی روشنی میں تحمل و برداشت	ڈاکٹر نعیم انور نعمانی	نومبر 2018ء
عید میلاد النبی ﷺ منانے کا شرعی طریقہ	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	نومبر 2018ء
ماہِ میلاد النبی ﷺ کے عملی تقاضے	عین الحق بغدادی	نومبر 2018ء

۲۔ رمضان المبارک/ اعتکاف

مسائلِ رمضان المبارک	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	مئی 2018ء
رمضان المبارک: نفسانی خواہشات سے نجات کی گھڑیاں	ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی	مئی 2018ء
عصرِ حاضر اور مقاصدِ اعتکاف	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	جون 2018ء
روزہ اور اعتکاف تبدیلیِ احوال کا نسخۂ کیمیا	ڈاکٹر حسن محی الدین قادری	جون 2018ء

۳۔ خلفاء راشدین/ صحابہ کرام

افضل البشر بعد الانبیاء سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	محبوب حسین	مارچ 2018ء
اسلام کی ترویج میں سفراءِ رسولِ اکرم ﷺ کا کردار	محمد اقبال چشتی	مارچ 2018ء
حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا علمی مقام و مرتبہ	قاری ظہور احمد فیضی	جون 2018ء
حضرتِ سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ: جنت میں رفیقِ مصطفیٰ ﷺ	عین الحق بغدادی	اگست 2018ء
حضرتِ سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ: مثالی نظامِ حکومت	عین الحق بغدادی	ستمبر 2018ء

۴۔ شہادت امام حسین/ اہل بیت اطہار علیہم السلام

ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسین رضی اللہ عنہ	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	ستمبر 2018ء
غمِ حسین رضی اللہ عنہ میں آنسو بہانا جائز ہے!	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	ستمبر 2018ء
'فضائلِ اہل بیتِ اطہار علیہم السلام' پر شیخ الاسلام کی تصانیف	محمد فاروق رانا	ستمبر 2018ء

۵۔ فقہی سوالات

اسلام میں ''کفو'' کا تصور	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	جنوری 2018ء
بٹ کوائن ٹریڈنگ اور کریڈٹ کارڈ کا استعمال؟	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	مارچ 2018ء
زکوٰۃ کی فرضیت و اہمیت	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	اپریل 2018ء
حج و قربانی کی اہمیت و فضیلت	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	اگست 2018ء

۶۔ دعوت/ تربیت

ہدایت اور یقین کا باہمی تعلق	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	جنوری 2018ء

تسخیرِ ذات سے تسخیرِ کائنات تک	شفاقت علی شیخ	جنوری 2018ء
اخلاق باختہ کلچر کا میٹھا زہر اور اس کا تدارک	احسان حسن ساحر	مارچ 2018ء
بچوں کی تعمیرِ شخصیت اور تعلیم و تربیت	مسز فریدہ سجاد	نومبر 2018ء

۷۔ تصوف/ روحانیات

آتشِ معرفت و اسرارِ بقا	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	مارچ 2018ء
انسان کا سفر: نفسانی گھر سے روحانی گھر تک	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	مئی 2018ء
انسان کا سفر: نفسانی گھر سے روحانی گھر تک	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	جون 2018ء
قلبِ سلیم کی علامات اور اثراتِ صحبت	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	اگست 2018ء
حقیقتِ ولایت اور مقامِ غوث الاعظمؓ	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	دسمبر 2018ء
اللہ کے مقرب بندے قابلِ توسل ہیں	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	دسمبر 2018ء
صالحین کا کردار اور اس کے اثرات	ڈاکٹر محمد ارشد نقشبندی	دسمبر 2018ء

۸۔ تعلیم/ نصاب تعلیم/ نظام تعلیم

پاکستان کا نظام تعلیم متشدد رجحانات اور مدارسِ دینیہ	ڈاکٹر حسین محی الدین قادری	مارچ 2018ء
پاکستان کا نظام تعلیم	ڈاکٹر حسین محی الدین قادری	اپریل 2018ء
برصغیر کا نظام مدارس اور تعلیمی اصلاحات	ڈاکٹر حسین محی الدین قادری	مئی 2018ء
مدارس میں فرقہ وارانہ رجحانات کی افزائش: ایک المیہ	ڈاکٹر حسین محی الدین قادری	جولائی 2018ء
تعلیمی اصلاحات کی تحاریک	ڈاکٹر حسین محی الدین قادری	اگست 2018ء

۹۔ انسداد دہشت گردی و انتہا پسندی

قیامِ امن کیلئے انقلابی لائحہ عمل	ڈاکٹر حسین محی الدین قادری	ستمبر 2018ء
فروغِ امن اور انسدادِ دہشت گردی کا اسلامی نصاب	محمد فاروق رانا	ستمبر 2018ء
بڑھتی ہوئی انتہا پسندی اور قرآنی فلسفہ اعتدال	نوراللہ صدیقی	دسمبر 2018ء

۱۰۔ شخصیات

میرِ کارواں اقبالؒ کی نظر میں	ڈاکٹر فیض اللہ بغدادی	اپریل 2018ء
حضرت فریدِ ملّت سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری تک	محمد فاروق رانا	جون 2018ء
قدوۃ الاولیاء سیدنا طاہر علاؤالدینؒ: علمِ لدنی کے بحرِ بیکراں	محمد عمر حیات الحسینی	اگست 2018ء
علامہ محمد اقبالؒ۔۔ عاشقِ رسول ﷺ اور صوفی باصفا	پروفیسر غلام سرور رانا	نومبر 2018ء
تعلیمی پالیسی، قومی مزاج، تاریخ اور ثقافت سے ہم آہنگ ہو	آزاد بن حیدر	دسمبر 2018ء

۱۱۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری (شخصیت و خدمات)

قائد انقلاب ایک اُمید، ایک روشنی	چیف ایڈیٹر	فروری 2018ء
امام جلال الدین سیوطیؒ اور شیخ الاسلام کے مابین علمی و فکری مماثلت	ڈاکٹر حسن محی الدین قادری	فروری 2018ء
تبدیلئ نظام کی یکتا و توانا آواز	علامہ غلام مرتضیٰ علوی	فروری 2018ء
فکرِ اسلامی کا تحفظ بذریعہ علم و امن	ڈاکٹر نعیم مشتاق	فروری 2018ء

شیخ الاسلام کے اسالیبِ تصنیف و تالیف	شیخ عبدالعزیز دباغ	فروری 2018ء
شیخ الاسلام کے بارے قومی و بین الاقوامی نامور شخصیات کے تاثرات	عبدالحفیظ چودھری	فروری 2018ء
شیخ الاسلام کی ہمہ جہتی کاوشوں کا اجمالی جائزہ	محمد فاروق رانا	فروری 2018ء
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا اسلوبِ تحریر	ڈاکٹر مختار احمد عزمی	فروری 2018ء
عربی زبان میں شیخ الاسلام کی علمی و تحقیقی خدمات	ڈاکٹر شفاقت علی بغدادی	فروری 2018ء
2017ء: شیخ الاسلام کی تعلیمی، تربیتی اور انقلابی مصروفیات	محمد یوسف منہاجین	فروری 2018ء
A Torchbearer of Peace	Dr. Zahid Iqbal	فروری 2018ء
قرآنی انسائیکلو پیڈیا: امتیازات و خصوصیات	محمد فاروق رانا	دسمبر 2018ء

۱۲۔ تحریک منہاج القرآن/PAT

پاکستان عوامی تحریک کا 29 واں یومِ تاسیس	نوراللہ صدیقی	مئی 2018ء
یومِ تاسیس: منہاج القرآن انٹرنیشنل کا 38 سالہ سفر	چیف ایڈیٹر	اکتوبر 2018ء
اسلام کی پُرامن شناخت کا نام ۔ منہاج القرآن	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	اکتوبر 2018ء
تحریک منہاج القرآن ایک تجدیدی تحریک ہے	ڈاکٹر حسن محی الدین قادری	اکتوبر 2018ء
حقیقی انقلاب بیداریِ شعور کا نام ہے	ڈاکٹر حسین محی الدین قادری	اکتوبر 2018ء
تحریک منہاج القرآن کے قیام کی ضرورت و اہمیت	جی ایم علوی	اکتوبر 2018ء
مجھے یقیں ہے کہ چشمہ یہیں سے نکلے گا	غلام مرتضیٰ علوی	اکتوبر 2018ء

۱۳۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن

جسٹس باقر نجفی کمیشن رپورٹ: بالآخر چھپا ہوا سچ سامنے آ گیا۔۔۔	چیف ایڈیٹر	جنوری 2018ء
آل پاکستان وکلاء کنونشن (رپورٹ)	عین الحق بغدادی	جنوری 2018ء
قصاص سماج اور فرد کی حیات کی ضمانت ہے		جنوری 2018ء
وارثانِ شہدائے ماڈل ٹاؤن کی شیخ الاسلام سے خصوصی ملاقات	(رپورٹ) رمیض حسین	جنوری 2018ء
سانحہ ماڈل ٹاؤن استغاثہ..... قانونی پیشرفت	چیف ایڈیٹر	اپریل 2018ء
سانحہ ماڈل ٹاؤن: چیف جسٹس کا نوٹس	چیف ایڈیٹر	مئی 2018ء
سانحۂ ماڈل ٹاؤن: ریاستی دہشت گردی کے 4 سال	نعیم الدین چودھری ایڈووکیٹ	جون 2018ء
شہدائے ماڈل ٹاؤن کی چوتھی برسی	نوراللہ صدیقی	جولائی 2018ء
سانحہ ماڈل ٹاؤن: شیخ الاسلام کے سپریم کورٹ میں دلائل	چیف ایڈیٹر	نومبر 2018ء

۱۴۔ تحریکی فورمز/ نظامتیں/ شعبہ جات

Minhaj University		فروری 2018ء
منہاج القرآن یوتھ لیگ۔ مصطفوی انقلاب کا ہراول دستہ	مظہر محمود علوی	مارچ 2018ء
FMRi کے شعبہ خواتین کا اسلوبِ تحقیق	محمد فاروق رانا	اپریل 2018ء
منہاج یونیورسٹی: عالمی سطح پر خدمات کا اعتراف		جون 2018ء
تحریک منہاج القرآن کا نظامِ تربیت	محمد منہاج الدین قادری	اکتوبر 2018ء
نوجوان ملک و قوم کا سرمایۂ حیات	مظہر محمود علوی	اکتوبر 2018ء

MSM۔ طلبہ کی علمی و فکری تربیت کیلئے کوشاں	عرفان یوسف	اکتوبر 2018ء
Pride of Minhaj University Lahore	رپورٹ	اکتوبر 2018ء

۱۵۔ سیاست و ریاست/ بیداریٔ شعور

ملک ایک، لٹیرے بہت..................	چیف ایڈیٹر	مارچ 2018ء
پاکستان اور یہ ظالم نظام ایک ساتھ نہیں چل سکتے	نوراللہ صدیقی	اپریل 2018ء
تاریخ کے تاریک ترین 5 سال	چیف ایڈیٹر	جون 2018ء
نظامِ انتخاب اور پاکستان عوامی تحریک کا موقف	چیف ایڈیٹر	جولائی 2018ء
لبرل ازم اور اس کے اثرات	عبدالجبار قمر	جولائی 2018ء
کرپشن کیخلاف عوامی نفرت کے اظہار کا دن	چیف ایڈیٹر	اگست 2018ء
وسائل محدود، مقابلہ سخت اور وقت تھوڑا	چیف ایڈیٹر	ستمبر 2018ء

۱۶۔ تحریکی سرگرمیاں (اندرون و بیرون ملک)

تحریک کے زیراہتمام 34ویں عالمی میلاد کانفرنس (رپورٹ)	محبوب حسین جوئیہ	جنوری 2018ء
پاکستان عوامی تحریک کی فیڈرل کونسل کا اجلاس	رپورٹ	مارچ 2018ء
قائد ڈے تقریبات (رپورٹس)		اپریل 2018ء
ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا دورۂ آزاد کشمیر	رپورٹ: شہباز طاہر	مئی 2018ء
MWF کے زیراہتمام 23 شادیوں کی اجتماعی تقریب	رپورٹ: سید امجد علی شاہ	مئی 2018ء
27 واں سالانہ شہرِ اعتکاف 2018ء۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے دروس مثنوی		جولائی 2018ء
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا دورۂ UK و یورپ	رپورٹ: ظلِ حسین	اگست 2018ء
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا دورۂ یورپ	رپورٹ: محمد یوسف منہاجین	ستمبر 2018ء
MES سالانہ اجلاس 2018ء	رپورٹ: راشد کلیامی	نومبر 2018ء
Social Responsibilities & World Religions (دو روزہ عالمی کانفرنس منہاج یونیورسٹی)		دسمبر 2018ء

۱۷۔ پاکستانیات

23 مارچ 1940ء۔۔۔ یومِ پاکستان	نوراللہ صدیقی	مارچ 2018ء
14 اگست یومِ آزادی: تجدیدِ عہدِ وفا کا دن	نوراللہ صدیقی	اگست 2018ء
آبی ذخائر کی تعمیر: وقت کی ضرورت	اسفند شاہ	اگست 2018ء

۱۸۔ متفرق

شبِ برأت اور اسلاف کے معمولات و آراء	حافظ ظہیر احمد الاسنادی	اپریل 2018ء
شام۔۔۔ خانہ جنگی کے 7 سال	محمد ثناء اللہ طاہر	مئی 2018ء
سوشل میڈیا، عصری تقاضے اور ذمہ داریاں	عتیق الرحمٰن	مئی 2018ء
اعتکاف 2018ء ہدایات برائے کارکنان و تنظیمات		مئی 2018ء
اہلِ سنت کے امتیازی اعتقادات	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	جولائی 2018ء
خصوصی ہدایات برائے میلاد مہم نومبر 2018ء		نومبر 2018ء

عالمی کانفرنس میں شریک سکالرز اظہارِ خیال کرتے ہوئے

عالمی کانفرنس میں شریک شرکاء

منہاج القرآن یوتھ لیگ کے زیراہتمام مختلف اضلاع میں منعقدہ ’’یوتھ ڈسٹرکٹ اسمبلی‘‘ کے اجلاس

Monthly
MINHAJ-UL-QURAN DEC-2018
LAHORE
Regd CPL No.41

سیرت وفضائلِ نبوی ﷺ کے ذکرِ جمیل پر مشتمل عظیم ذخیرۂ علم

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

کے سینکڑوں خطابات اور تصانیف سے استفادہ کیجئے

ایسا انسائیکلوپیڈیا جو دلوں کی ویران بستیاں آباد کرنے کے ساتھ ساتھ

ذہنِ جدید میں پیدا ہونے والے اِشکالات کے مدلّل جواب دیتا ہے

اور اِصلاحِ اَحوال واِحیائے اُمت کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔